بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیسِ قلم

تقدیسِ قلم

حیدر عباس

حقوقِ اشاعت بحقِ حیدرعباس محفوظ ہیں

کتاب .... تقدیسِ قلم

شاعر .... حیدرعباس

اشاعت اوّل جون2025

سرورق .... عدنان

کمپوزنگ .... اردوگرافکس

قیمت ۱۰۰۰روپے

ناشر

باب العلم پبلیکیشنز،غزنی سٹریٹ اردوبازار لاہور

0345-2406810 308-8835489

انتساب

مولاحجّتِ دوراں صاحبؑ العصر کے نام

فہرست

حرفِ آغاز 8

لفظوں کا باغباں (علی نہالؔ) 11

حیدر عباس (شجاعت رجوی) 13

تجسیمِ اظہار (عامر ابدال) 14

۱۔ حمد 20

۲۔ نعت 22

۳۔ نعت 24

۴۔ عرفانِ علیؑ 26

۵۔ صاحبِ یومِ قیامت 28

۶۔ ماورائے سخن 30

۷۔ گنجینۂ حق 40

۸۔ کرے ہے یوں بھی کرم عالمین پر زہراؑ 45

۹۔ وہ فاطمہؑ ہے 47

۱۰۔ نعمتِ عظمیٰ 51

۱۱۔ نازشِ عالین 53

۱۲۔ عینِ بتولؑ 55

۱۳۔ یاحسینؑ 57

۱۴۔ وقارِ خالقِ اکبر 59

۱۵۔ زین العابدینؑ 61

۱۶۔ باقرؑ العلوم 63

۱۷۔ نطقِ الٰہی 65

۱۸۔ در مدحِ مولا امام جعفر صادقؑ 67

۱۹۔ در مدحِ مولا امام موسیٰ کاظمؑ 70

۲۰۔ ضامنِ آہو 78

۱۲۔ کفیلِ اذاں 80

۲۲۔ کنزِ عجائب 82

۲۳۔ صبحِ تقدس 86

۲۴۔ کلیدِ کعبۂ ایماں 88

۲۵۔ جشنِ ظہورِ مولا امامِؑ زمانہ ہے۔! 90

۲۶۔ قائم المنتظر۔! 92

۲۷۔ صاحبؑ العصر 95

۲۸۔ دعائے بتولؑ 97

۲۹۔ ادائے دوام 99

۳۰۔ کعبۂ فکر و نظر 101

۳۱۔ زینبؑ 103

۳۲۔ زینتِ اَب 105

۳۳۔ تسکینِ حسینؑ 107

۳۴۔ قرآن ہے سکینہؑ 109

۳۵۔ شبیرؑ کا اکبرؑ 111

۳۶۔ شمسِ بیت الحسینؑ 113

۳۷۔ معبدِ حُسن	120
۳۸۔ حُسنِ تطہیر	122
۳۹۔ عونؑ و محمدؑ	124
۴۰۔ ابنِ حسنؑ	130
۴۱۔ قرآنِ معجزات	132
۴۲۔ شبابِ علیؑ	134
۴۳۔ خیال اصغرؑ کے	136
۴۴۔ رمضان المبارک	138
۴۵۔ وفا پہنتی ہوئی کائنات چومتے ہیں	140
۴۶۔ مباہلہ	142
۴۷۔ ہمیں خبر ہے۔!	146
۴۸۔ پانچ	148
۴۹۔ غدیر	154
۵۰۔ حرفِ ولاء	157
۵۱۔ ہماری قسمت میں کیا نہیں ہے	160
۵۲۔ درِ حسینؑ پہ تو سرنگوں نہیں ہوتا	163
۵۳۔ ۸ شوال	165
۵۴۔ عزا کے ساتھ لحد میں نماز لے آیا	168
۵۵۔ قافلہ	170
۵۶۔ زندگی	173
۵۷۔ حرفِ دعا	179

حرفِ آغاز

کائنات کی وسعتوں میں عمیق نظری سے کام لینے سے یہ کھلتا ہے کہ کچھ ہستیاں ایسی بھی ہیں جن کی تمکین انسانی عظمت کی علمبردار ہے۔ جہاں ہمارے جیسے انسانوں کے شعور کی حدیں تمام ہوتی ہیں وہاں سے ان ہستیوں کی تمکنت آغاز ہوتی ہے۔ اوج وکمال، جمال وجلال، سرفرازی وسربلندی جن کی چوکھٹ سے مربوط زینوں پہ چسپاں مقدس خاک سے شب وروز کشید ہوتے ہیں۔

کبریائے لم یزل کے علاوہ یقیناً کچھ ذوات ایسی ہیں جو کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں جن کا ظاہر اور باطن تخلیقاتِ عالمین کے لیے لامحدود ہے ایسی ذوات جنھیں وجہِ تخلیقِ کائنات اور مقصودِ کائنات کی سند حاصل ہے جو حرفِ کُن کے اسرار ورموز سے پوری طرح آشنا بھی ہیں اور اس کے جواہر ذاتی سے منطبق بھی ہیں۔

ایسی ہستیاں جن کے لہو میں رسالت وامامت رواں دواں ہے جن کے لب ولہجے میں قرآن کی ترکیب نمایاں ہے جن کے ماتھوں پہ عصمت کے آئینے ثبت ہیں جن کی آنکھیں مشیتِ ایزدی کی دکاں کھولتی ہیں، جن کے رخسار آفتاب ومہتاب کو روشنی کا رزق فراہم کرتے ہیں انبیاء جن کی زیارت کو وجہِ شرف اور اوجِ مراتب کا ذریعہ سمجھتے ہیں جن کی کنیزوں اور غلاموں سے جبریلؑ سنبھل کے بات کرتا ہے۔

ایسی ہستیاں جو بھٹکتی بہکتی رتوں کی روح میں ہدایت کے سبز موسم انڈیلتی ہیں جن کی تعلیمات مریضوں کے لیے شفاخانوں کا درجہ رکھتی ہیں۔

پروردگار جن کا تعارف کبھی ''صراطِ مستقیم'' کہ کر کرواتا ہے تو کبھی ''انعمتَ علیہم'' کی سند بخشتا ہے۔

کوثرؔ و قدرؔ جن کی فضلیت کا اقرار کرتی ہیں، ''علیہ السلام'' جن کے اسموں سے منسلک ہے۔

کبھی والشّمس کی صورت، کبھی والضحیٰ کے روپ میں، کبھی والنہارِ اذا جلیٰ کے خدوخال میں زمیں پر اترنے کا ہنر جن کا وصف ہے۔ جن کی پاکیزگی کے لیے ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیتِ ویطہرکم تطہیر'' کا نزول موجود ہے۔ جن سے محبت کے لیے ''اسئلکم اجر مودت فی القربیٰ'' دلیل ہے۔ جن کی جستجو کا نام خدا سے تمسک ہے۔ جن کی خواہش دینِ ایزدی کا فروغ ہے۔ ایسی ہستیاں جن میں ایک نہیں چودہ محمدؐ ہیں۔

میں نے محدود اور لامحدود کی بات کی ہے۔ میں اور میرے جیسے تمام انسان محدود ہیں مگر ہمارے ادراک کی وسعت کے لحاظ سے محمدؐ و آلِ محمدؐ لامحدود ہیں محمدؐ و آلِ محمدؐ ایسے بسیط ہیں جو ہمارے تنگ ذہنوں میں نہیں سما سکتے۔

انا مدینہ العلم وعلی بابھا، الحسینؑ منی وانا من الحسینؑ جیسی عظمتوں سے آراستہ مخلوق بھلا کیسے مکمل طور پر ہم پہ وا ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی ایسا فرسودہ دعویٰ کرتا بھی ہے تو خام خیالی کے سوا کچھ بھی نہیں۔!

میں سمجھتا ہوں بلکہ میرا عقیدہ ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ زمین پر بشریت کی پوشاک پہن کر نازل ہوئے ورنہ خدا اور مخلوق میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتی۔ اس کے باوجود علیؑ جیسے عبدِ خدا کو لوگوں نے خدا کہنے میں گھبراہٹ محسوس نہیں کی۔

''تقدیسِ قلم'' میرا پہلا مجموعہءِ کلام ہے اس میں جو کچھ بھی ہے وہ سب محمدؐ و آلِ محمدؐ کی معتبر ہستیوں کے گرد محوِ طواف ہے۔ میں خالصتاً یہ یقین رکھتا ہوں

کہ ''تقدیسِ قلم'' میں میرا ذاتی کوئی کمال نہیں اور نہ ہی میں خود کو اس قابل تصور کرتا ہوں۔ یہ سب خدا اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے احسانات کا نتیجہ ہے۔

''تقدیسِ قلم'' شاعری بھی ہے اور میرے عقائد کا دوسرا نام بھی ہے۔ اس میں میرا کوئی شاعرانہ دعویٰ نہیں یہ صرف اور صرف ولایت و مودت محمدؐ و آلِ محمدؐ کا کرم ہے کہ مجھ ایسے بے بصیرت اور کوتاہ فکر کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔ اس منصب کے بعد میں اپنے تمام ہم عقیدہ لوگوں کی دعاؤں کا منتظر ہوں۔

جہاں تک یہ سوال کہ میں فضائلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں کہاں تک سفر کر سکا تو اس کے جواب میں قبلہ ''شوکت رضا شوکتؔ'' کا مصرع عرض ہے۔

''شوکتؔ اس عنوان پہ اب بھی سب کچھ لکھنا باقی ہے''

عبدِ معصومہ سکینہؑ

حیدر عباسؔ

لفظوں کا باغباں

(حیدر عباسؔ)

تمھارے وصف کروں کس طرح بیاں حیدر
ہے رک گیا مرے لفظوں کا کارواں حیدر

تمھاری خوشبو سے مہکی ہوئی ہے فصلِ ادب
تمھاری شاعری ایسا ہے گلستاں حیدر

تمھارے نام میں شامل ہیں حیدر و عبّاس
تمہارا نام شجاعت کا ہے نشاں حیدر

اگائے کشتِ ورق پر قلم تمھارا ، حروف
تمھارا نام ہے لفظوں کا باغباں حیدر

کبھی ذخیرۂ الفاظ کم نہیں ہوتا
تمھارا رزقِ سخن ہے یوں بے کراں حیدر

نہالؔ کی یہ دعا ہے رہو سدا آباد
مرا خدا ہو سدا تم پہ مہرباں حیدر

(علی نہالؔ)
۱۴ جولائی ۲۰۲۳

حیدر عباس

حیدر کی شاعری کی زباں ہے رواں دواں
یہ شاعری ہے حسنِ تقدس کی ترجماں

دیوانہ دل ہے آلِ محمدؐ کے عشق میں
رحمت خدائے پاک کی اس پر ہے بے کراں

عین الیقین اس کا ہے ایمان بالیقیں
بے شک نظر کے سامنے ہے غیب کا سماں

بے شک وجودِ عشق و وفا سے گندھا ہوا
اللہ کے کرم کا ہے اظہارِ جاوداں

سردارِ انبیاء کی رہیں مہربانیاں
مولا علیؑ کا ذکرِ مبارک ہو حرزِ جاں

حیدر کی زندگی میں کبھی کوئی غم نہ ہو
حیدر کی زندگی ہو محبت کا گلستاں

شجاعت رجوی، رجوعہ سادات، 31 جولائی 2023

تجسیمِ اظہار

بِسْمِ رَبِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَبَا الْحَسَنِ وَالْحُسَین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ اَبِیھَا
وَبَعلِھَا وَبَنِیھَا
اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ لِوَلِیِّكَ الْفَرَج

والقلم وما یسطرون

خدا نے قلم و کلام کی قسم اپنے کلام لاریب و بے عیب میں سورہ والقلم میں کھا کر ہر دو کو لائقِ تکریم و تمہید بنا دیا بے شک قلم و کلام کی عظمت و بزرگی لوح و قلم سے بھی پہچانی جا سکتی ہے قلم قادرِ مطلق کی مشیت کے دستِ قدرت سے پیشانیِ لوحِ مقدر پر مثلِ بادِ بے نیازِ رواں ہو تو عرَقِ تقدیر کے قطرے پھیلاتا کبھی راہب کی شاخِ لاولادت کو ثمر بار کرتا ہے تو کبھی صحرائے نصیبِ حر پر سحابِ کرمِ امِ ابیھا بن کر برستا نظر آتا ہے گویا قلم و کلام کی عظمت مینارِ نور کی مثل روشن ہے اور یہاں میری مراد "تقدیسِ قلم" ہے تقدیسِ قلم ہر دو طرح سے اہم ہے وجودِ قلم جسے خدا نے معتبر کیا اور قطِ قلم و روشنائی سے مل کر وجود میں آنے والا مدعا جو صاحبِ قلم لکھے مگر جہاں مدعا ثناء و توصیفِ ذواتِ مظاہر صفاتِ الٰہی ہوں وہاں اس کے اعتبار و عظمت میں بے بہا اضافہ ہو جاتا ہے چاہے وہ مقامِ تحریرِ نعتِ محبوبِ کبریاؐ ہو یا منقبتِ اوصافِ جلیؑ یعنی مولا علیؑ۔ مداحِ محمدؐ و آلِ محمدؐ دراصل

عطائے خدائے محمدؐ وآلِ محمدؐ ہے۔مگر سخنوری بجا ہنر مندی بھی ہے جسے ''تقدیسِ قلم'' کے شاعر ''جناب حیدر عباس'' نے اپنے قلم وکلام سے ثابت کیا ہے۔

تلاش رزق میں امارات میں تھا کہ جنابِ طارق جاوید کبیر والا نے کال کی اور کام کاج کا پوچھا اور شکیل حیدری ابوظہبی کا موبائل نمبر دیا جن سے رابطہ ہوا اور کچھ ہی دنوں میں وہ ملنے تشریف لائے تو استفسار سے پتا چلا کے وہ جنابِ حیدر عباس کے شاگرد ہیں میں نے پوچھا کہاں سے تو کہا رجوعہ سادات چنیوٹ پاکستان سے تو فوراً فیس بک آئی ڈی کا لنک لیا اور کلام پڑھا اور پڑھتا چلا گیا آپ سلام کہتے ہیں تو نئے خیالات کے چشمے ابلتے نظر آتے ہیں، منقبت کہتے ہیں تو درِ عرفان وتوسل پر سلمانِ محمدی کی طرح کھڑے فیض یاب ہوتے دکھائی دیتے ہیں شعر تراشنے میں کسی ماہر سنگ تراش کی طرح سنگلاخ زمینوں کو ہموار کرتے جاتے ہیں شہید محسن نقوی کا لب ولہجہ ان کی شاعری کی رگ رگ میں خونِ سر مست کا سا رقصاں ہے جو جا بجا محسنی تراکیب ولفظیات کی صورت رنگِ لہو بن کر چہرۂ اشعار پر جھلکتا ہے جیسے شہزادگانِ سیدہ ثانئ زہراؑ عونؑ ومحمدؑ کی بارگاہ میں یوں گویا ہیں۔

سلطانِ اقلیمِ سحر ان کے لیے ہے
سدرہ کی منازل کا سفر ان کے لیے ہے
تابندگیِ دین کا گھر ان کے لیے ہے
یزداں شناسی کا ہنر ان کے لیے ہے
ایجادِ تحیر کا خزینہ بھی عجب ہے
کن کاڑھتی سوچوں کا قرینہ بھی الگ ہے

دروازۂ ایوانِ کرم کھولنے والے
میزانِ عنایت پہ دعا تولنے والے
پت جھڑ میں بہاروں کی دھنک گھولنے والے
قرآنِ سخاوت کی زباں بولنے والے
بخشش کے ہرے پیڑ نکلتے ہیں یقیں سے
پوچھو تو مرے دل کی فلک بخت زمیں سے

انہوں نے ادب کی اصناف کا خوب استعمال کیا جس میں سلام و مناقب کے علاوہ مسدس اور نظم قابلِ ذکر ہیں وہ سلام میں اپنے عقیدے کے ساتھ عرفانی مقام کے اظہار پر قادر نظر آتے ہیں اسی دعویٰ کی دلیل میں ایک مطلع دیکھیے۔

''درِ حسینؑ پہ تُو سر نگوں نہیں ہوتا
حلال زادوں کے مذہب میں یوں نہیں ہوتا''

منقبت شخصی معرفت کا مقام ہے جہاں وہ اپنے ممدوح کے عارف و فیض یاب نظر آتے ہیں کیونکہ کہ معصومہؑ بنت الحسینؑ کی بارگاہِ وفا میں مناقب بہت کم کہے گئے ہیں خاص طور پر فضائل کے باب میں کام نہ ہونے کے برابر ہے لیکن اس نہج پر بھی حیدر عباس صاحب سرخرو پائے گئے دو شعر بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

''عصمت کے صحیفوں کی عبارت کا تکلم
منظومہء تقدیس کی تنظیمِ سکینہؑ
تم لوگ تدبر سے پڑھو گے تو ملے گا
آیات کے ملبوس میں تسکینِ سکینہؑ''

آپ انکی نظموں کو پڑھتے ہوئے ازل سے ابد تک کی مسافتیں لمحوں میں طے کرتے چلے جائیں گے جیسے کہ نظم ''وہ فاطمہؑ ہے'' سے ایک حصہ دیکھیے۔

''ازل بھی اس راز کی تہوں میں پہنچنے والے
عمیق لمحوں سے اجنبی ہے
رموزِ فطرت کو قبلِ ایجادِ حرفِ فطرت سمجھنے والوں
کی جستجو کے نحیف مقیاس کی مشقت میں بے بسی ہے
عجیب احساسِ زندگی ہے
کہ زندگی کے حروف کو بھی خبر نہیں ہے
جو روزِ اول کی ابتدا ہے
وہ فاطمہؑ ہے''

اور اسی نظم کے آخر پر یوں فرماتے ہیں۔

''میں دم بخود ہوں وہ ذات کیا ہے
شعورِ تطہیر کی محافظ
ضمیرِ تقدیس کی مدرس
حیا کے مذہب کی پیشوا ہے
یہ آیتوں کے لغت نے کھولا
وہ انما ہے
وہ ہل اتی ہے
علیؑ سے مہدی تلک امامت کا فیض جس میں چھپا ہوا ہے
وہ فاطمہؑ ہے''

آقا و مولا امام حسینؑ کی بارگاہ میں بے شمار سلام و مناقب و قصائد پیش

کئے گئے جن میں سے ہر ایک کا اپنا مقام ہے حیدر عباس یہاں بھی با مراد دکھائی دیے کہ سلام کہا تو الگ پہچان بنائی کہ ''یا حسینؑ'' جو کہ مخصوص ردیف ہے اور اکثر و بیشتر شعراء نے اس میں طبع آزمائی کی لیکن حیدر عباس نے اس میں بھی اپنا رنگ قائم رکھا۔

''لکھا ہے کائنات کو حیرت میں ڈال کر
عباسؑ نے فرات کے سینے پہ یا حسینؑ''

وہ قصیدہ کی طرف آئے ہیں تو بے شک اپنا رنگ جمایا اور امامِ ہفتم کی شان میں یوں تمہیدی غزلیاتی آہنگ پیش کیا۔

''ہر ایک لفظ کا مفہوم با کمال کمال
پیامِ نطق میں شرینیِ خیال کمال

سخن کے رزم کدوں میں بہ ہیبتِ یزداں
تحیرات کی صنائی جلال کمال

جمال گاہِ خداوند پر نشانِ غرور
زبورِ حسن کی تخلیق بے مثال کمال''

ان کی قرآنی اور امامِ ہفتم موسیٰ کاظمؑ کے متعلق عرفانی منزلت دیکھیے

''یہ انفطار و مزمل یہ کوثر و یٰسین
یہ پیرہن یہ قبا یہ عبا یہ شال کمال''

تاریخ سے لگاؤ اور اخلاقِ امامت کی سوجھ بوجھ دیکھیے۔

''معاشروں کو پنپنے کا فن سکھاتا ہے
ادائے خُلق میں موجود زر نگار وقار''

قوافی وردیف کے کروٹیں لیتے سمندر میں تموج اور شور سے قصیدہ کا قاری بے خبر رہتا ہے اور محسوس تک نہیں ہوتا کے ردیف تبدیل ہوئی ہے۔

''عطا و بخششِ پروردگار کی سوگند
ولایتوں میں تفاخر صفت مقام سلام''

بے شک انہوں نے باکمال قصیدہ کہا اور آخرِ کلام میں اپنے ممدوح سے ہمکلام ہوتے ہوئے شاعرانہ مہارت سے نئی ترکیب ترتیب دی۔

''کتابِ نازشِ قرآں کے پارۂ ہفتم۔!
ہے کارِ خامۂ عباسؔ بس سلام سلام

میں نے ان کے کلام کو پر تاثیر پایا پروردگار بطفیل تقدیسِ قرآن ''تقدیسِ قلم'' کو کامیابیوں سے بے پناہ نوازے۔ ہم ان کے روشن استقبال کے لیے دعا گو ہیں۔ بے شک وہ صاحبِ قدرت بر کلام ہیں اور اپنے لیے رثائی ادب میں اپنی راہ اپنے کلام سے ہموار کرتے ہیں۔ دعا ہے وارثِ لوح وقلم امامِ زمنؑ ان کے زبان و بیان اور قلم و کلام میں بے پناہ وسعتیں عطا فرمائیں۔

والسلام

عامر ابدال

۲۲ شوال المکرم ۱۴۴۴

پہاڑ پور (لیہ)

حمد

حمد کہنے کا مرے پاس سلیقہ ہی نہیں
کون بے جسم کو لفظوں کا بدن دیتا ہے۔؟

اس کی تعریف میں الفاظ کہاں تک جائیں
وہ جو الفاظ کو آئینِ سخن دیتا ہے

کبھی مٹی میں ملا دے وہ کواکب سارے
کبھی ذروں کو بھی سورج کا بدن دیتا ہے

بخش دیتا ہے محمدؐ کو وہ ''ماں'' سی بیٹی
قلبِ حیدرؑ کو حسینؑ اور حسنؑ دیتا ہے

اس کی صنائی پہ حیراں ہیں زمانے والے
حسنِ اکبرؑ کو پیمبرؐ کا چلن دیتا ہے

اس نے ''تقدیسِ قلم'' کی بھی حفاظت کی ہے
وہ تخیل کو بھی معصوم وچن دیتا ہے

وہی خاموش صداؤں کو سکھاتا ہے کلام
وہی عباسؔ کو پروازِ سخن دیتا ہے

نعت

وہ جس کی زباں زینتِ قرآنِ سُخن ہے
زیبائشِ یٰسین ہے طٰہٰ کی پھبَن ہے

توحید کے اسرار کا در کھولنے والا۔!
وہ حمد کے ادراک میں الہام کا فن ہے

یہ عالمِ امکان پرستار ہے اس کا
آیات میں لپٹا ہوا تقدیس کا دَھن ہے

سیرت ہے کہ اعجاز کا لاریب صحیفہ
صُورت ہے کہ انوارِ الٰہی کا بدن ہے

باندی کے لیے اجنبی ماحول بھی اپنا
نوکر کے لیے کوچہء پردیس وطن ہے

جاگیر پہ سوچیں تو خرد ٹوٹ کے بکھرے
سرور ہے وہ ، سلطانِ سلاطینِ زمن ہے

کس حُسن کا موجد ہے یہ کوثر کا خزانہ
اک لعل ہے شبیرؑ ، گُہر ایک حسنؑ ہے

کہتے ہیں زمانے سے کماں کھینچتے ابرو
احساسِ متانت ہے کہ ماتھے کی شکن ہے

یہ نَعت کا اسلوب یہ اندازِ تکلّم
عباسؔ کے الفاظ میں بے ساختہ پن ہے

نَعت

خدا نے نور کے پیکر میں ہے اتارا رسولؐ
کہاں ہم ایسے بشر ہیں کہاں ہمارا رسولؐ

اسی لیے تو مقدر میں کامیابی ہے
قدم قدم پہ رہا اپنا استخارہ رسولؐ

زمین کو بھی فلک ناز رفعتیں بخشے
بلندیوں کا فقط ایک استعارہ رسولؐ

پلِ صراط سے گزریں گے نعت پڑھتے ہوئے
ہمارے واسطے محشر میں ہے سہارا رسولؐ

برس رہا ہے پیامِ خدا سماعت پر
ہے بولتی ہوئی آیات کا شمارہ رسولؐ

یہ آفتاب بھی ہے ریزۂ غبارِ قدم
میں کس زبان سے کہہ دوں کہ ہے ستارہ رسولؐ

یہ فاتحہ ، یہ مزمل ، یہ طٰہٰ اور یٰسین
یہ سورہ سورہ پیمبر یہ پارہ پارہ رسولؐ

مجھے یقیں ہے کہ پھر ماہتاب ٹوٹے گا
مجھے یقیں ہے جو پھر سے کرے اشارہ رسولؐ

میں جب کبھی کسی مشکل میں گھر گیا عباسؔ
مری زبان نے بے ساختہ پکارا رسولؐ

عرفانِ علیؑ

تھاما جبریلؑ نے پیمانہء عرفانِ علیؑ
جب کھلا عرش پہ مے خانہء عرفانِ علیؑ

اس کی دانائی کہو مصدرِ انواعِ شعور
وہ جو بہلولؒ ہے دیوانہء عرفانِ علیؑ

لوحِ معراجِ محمدؐ کی عبارت ہے یہی
بیتِ معمور ہے کاشانہء عرفانِ علیؑ

محوِ پرواز ہے مقدادؓ سجا کر، اپنے
شہپرِ عشق پہ پروانہء عرفانِ علیؑ

فجرِ ادراکِ الٰہی کی عنایت کا مزاج
سفرہَ زیست پہ ظہرانہء عرفانِ علیؑ

میثمؓ و قنبرؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ کی قسم
معجزہ گر ہے ہنر خانہء عرفانِ علیؑ

فُطرسِ قریہء احساس سناتا ہے مجھے
طرزِ داوٗد پہ نغمانہء عرفانِ علیؑ

یومِ میزان تو عباسؔ محمدؐ کے حضُور
لے کے جاؤں گا میں نذرانہء عرفانِ علیؑ

صاحبِ یومِ قیامت

یوں سرِ تختِ نظامت ہے محمدؐ کا وصیؑ
صاحبِ یومِ قیامت ہے محمدؐ کا وصیؑ

"ایُّھاالناس" محمد ہے قد و قامتِ دیں
افتخارِ قد و قامت ہے محمدؐ کا وصیؑ

تونے پوچھا ہے ملیں کیسے خداوند سے، سن۔!
اس کی لاریب علامت ہے محمدؐ کا وصیؑ

نسخہء ظلمتِ شب کیسے بھلا جان سکے
مصحفِ ضَو کی ضخامت ہے محمدؐ کا وصیؑ

"اَشجعُ الناس" کی تفسیر میں لکھنے دو مجھے
مُوجدِ گنجِ شہامت ہے محمدؐ کا وصیؑ

بخشش و فیض و کرم نعمتِ عظمیٰ کی قسم
باعثِ ردِ ندامت ہے محمدؐ کا وصیؑ

کیسا مفہوم یہ "بلّغ" کے لغت سے نکلا
نفسِ مضمونِ امامت ہے محمدؐ کا وصیؑ

کج ادائی نہیں عباسؔ پنپنے پاتی
فکر کو رکھتا سلامت ہے محمدؐ کا وصیؑ

ماورائے سُخن

وہ سربراہِ مملکتِ ربِ کردگار
مٹھی میں جس کی امر و نہی کا ہے اقتدار

لاسیف و لافتیٰ سے ملقب ہے جس کی ذات
جس کے لیے خدا نے اتاری ہے ذوالفقار

جس کی زباں پڑھا کرے توحید کے رجز
میدان میں ہے دلدلِ ذی تمکنت سوار

منبر پہ گفتگو میں سلونی کے معجزات
ہفت آسمان جس کی نگاہیں ہیں آر پار

دربان جس کے فخرِ سلیمانؑ مرتبت
جس کی گلی کا فیض ولایت کا اعتبار

ہر اک ادا ہے غازۂ رخسارِ ہل اتیٰ
ہر اک ادا ہے چہرۂ اسلام کا نکھار

آبِ جبیں ہے منبعِ تسنیم و سلسبیل
پھوٹے لعابِ پاک سے کوثر کی آبشار

اس کی خرد کے سبز قرینوں پہ کیا کہوں
جس کا بس ایک ریزۂ دانست ہے بہار

جرأت ہے کس میں کون مسافت بیاں کرے
تحتِ قدم ہے عرشِ معلّیٰ کی رہگزار

بے خوف ولولوں سے عبارت ہے زندگی
ٹھوکر کی زد میں ہے بتِ خوئے صلیب و دار

لوح و قلم کا ورد ہے یہ احسن القصص!
میں کون ہوں کہ اس کے محاسن کروں شمار

پیکر میں لے کے حسنِ امامت کا اعتماد
تیرہ رجب زمین پہ اترا فلک نژاد

ابلاغِ درسِ حق کا تسلسل ہے بول چال
قرآن میں بہ شکلِ ا۔ل۔م۔ص

دہلیز پر جھکے ہوئے ماتھوں پہ غور کر
لیتے ہیں تربیت یہاں تہذیب کے بلاد

لہجے میں جب سجا لے بلاغت کے آئینے
اٹھتا ہے دستِ خالق اکبر برائے داد

قرآں سمجھ نبیؐ کی حدیثوں پہ غور کر
سب انبیاء کا سارے رسولوں کا اعتقاد

سب باندیوں کے طرزِ عقیدت میں روشنی
ہر اک غلام کا بھی سلیقہ ہے رنگ زاد

اُجلے تصورات کا مخزن کچھ اس طرح
اوراقِ آگہی کی عبارت ہے خوش نہاد

زندہ ہے مرضیوں کی تجارت کا واقعہ
زندہ ہے آج تک شبِ ہجرت کی شنگ یاد

پھر کاٹنا پڑے گی جہنم کی فصل بھی
بویا ہوا ہے کشتِ جبلت میں گر عناد

بے فاصلہ ملا ہے اطاعت کا فیصلہ
آیات کے لبوں پہ " اولی الامر " استناد

پاتے ہیں در پہ آئے سوالی زرِ بقا
پائندگی کا ربطِ مسلسل ہے شادباد

قطرے میں بند دیکھ سمندر کی کائنات
اوصافِ ایزدی کے مظاہر تصورات

یہ چاند یہ نجوم یہ خورشید کا وجود
شفاف کس قدر ہیں زمانے میں معجزات

عصمت کی سلطنت میں صدارت کا مرتبہ
ہیں انسلاک میں سبھی تطہیر کی ذوات

کُن بول دے جو لمس کا احساسِ ذوالکرم
لمحے سے پہلے دن میں ڈھلے گی سیاہ رات

یومِ ازل سے ایک تحیر میں ہے خرد
کیا بات ہے کہ موت سے ڈرتی نہیں حیات

ایسا سبب کے خلدِ بریں کی نوید ہے
ایسا سبب کہ جس سے فراہم ہوئی نجات

ابرِ خنک مزاج ہیں بخشش کے مرحلے
سائل کے واسطے ہے نگاہوں میں التفات

حکمت بھری زبان میں گل ریز ذائقے
لہجے کا حسن کلمہء لاریب کی صفات

زیبائشِ بدن کا تقدس تو دیکھیے
پاؤں سے سر تلک وہ سراپا ہے دینیات

ہونٹوں پہ سجدہ ریز لغت ہائے دو جہاں
ہاتھوں کو چومتے ہوئے کاغذ قلم دوات

کتنے عجائبات تصور کی زد میں ہیں
ہے ماورائے عقل تخیل کی واردات

والشمسؔ و والضحیٰؔ کا مفسر ہر اک بیان
یٰسینؔ کے دہَن میں ہے الحمدؔ کی زبان

کیا راز ہے کہ آج تلک کھل نہیں سکا
معراج پر خدا کے پیمبرؐ کا میزبان

ہر فرد کاڑھتا ہے بقاء کے لوازمات
عنوانِ زندگی کی طہارت ہے خاندان

پیغام دے رہی ہے عجب احسنُ الحدیث
یعنی برائے سرورِؐ کونین جسم و جان

اس نہج پر بھی عظمتِ انساں دکھائی دے
سجدے میں ہر گھڑی ہیں زمین اور آسمان

قرآنِ اشجعی کی عبارت ہر اک پسَر
پردے کی آبرو ہیں زمانے میں دُختران

ہاتھوں میں لے کے بزمِ سعادت کی مشعلیں
عصمت کی رہ گزار پہ چلتا ہے کاروان

اعجاز کے ہنر سے وسیلے تراش کر
آسان کر رہا ہے سوالی کے امتحان

"خیر العمل" کے ورد کی دستار باندھ کر
طوفِ بدن میں آج بھی مصروف ہے اذان

دہلیز پر یہ نور اترتا ہے کس لیے۔؟
جاروب کش ہیں مصحفِ ایماں کے ناشران

اب لمسِ پا کا فیض کہاں تک سمجھ سکیں
آرائشوں میں گھر گیا توحید کا مکان

آئے جو ذہن میں وہ مقدس تریں وجود
ہونٹوں سے پھوٹنے لگے معمورۂ درود

زنبیلِ آگہی میں مؤدت بھرا مزاج
پیمانۂ ضمیر میں آیات کا وُرود

نقشِ جبیں میں نقشۂ کونین ہے نہاں
ہر اک لکیر نسخۂ تشکیلِ ہست و بود

آنکھوں پہ سجدہ ریز تھا خورشید کا طلسم
جب حدتِ نظر سے پگھلنے لگا جمود

دولت کدہ پہ روز ملاقات کے لیے
آتے ہیں آسمان سے آیات کے وفود

معمار کا ہنر ہے عجائب کی داستاں
کیسے جھکے گا خیمہء اسلام کا عمود

اعجازِ اقتدارِ ولایت پہ جان نثار
آزاد موسموں کے تصرف میں ہیں قیود

ایسے چلی ہے ایزدی ہاتھوں میں ذوالفقار
اب تک فضائے کفر میں پھیلا ہوا ہے دود

جب سے ہوا نے لمسِ کفِ پا پہن لیا
تب سے گلے کا ہار ہے تعویزِ لوحِ ہودؑ

جب سے مودتوں کا لبادہ عطا ہوا
تقدیر کو نصیب ہوا نسخہء صعُود

جس کی بصیرتیں ہیں ولایت کی ہمسفر
اس کی بصارتوں کو ملا جلوۂ شہود

ذہنوں میں گونجتے ہیں خیالاتِ احتشام
ہے ساری کائنات کی تسبیح ''السلام''

منظر عجب ہے دیدۂ بیدار کے لیے
چہرے کی دلکشی ہے ستاروں کا ابتسام

وسعت پذیر یوں ہیں سلونی کے فلسفے
در پر کھڑے دکھائی دیے انبیاء کرام

اوسان دم بہ خود ہیں ، خدا کی زبان میں
یہ کون ہو رہا ہے پیمبرؐ سے ہم کلام

سلماںؓ سرشت آئینے اوڑھے وجود پر
پی لے بشر کوئی جو مودت کا ایک جام

روزِ ازل سے حاملِ میثاقِ کردگار
تھامے ہوئے ہے ہاتھ میں تقدیر کی زمام

اعجازِ کُن فکاں کے جواہر اچھال کر
انفاسِ رائیگاں کو فراہم کرے دوام

صر صر کی زندگی میں صبا کی ہنروری
تاریکیوں کے گھر میں اجالے کا انتظام

تبلیغِ رمزِ عظمتِ معبود کے لیے
محرابِ بندگی میں عبادات کے خیام

لمحے کی دسترس میں دو عالم کا ہر طبق
بینائیوں کی یوں بھی سواری ہے تیز گام

عباسؔ آ رہی ہے نجف سے یہی صدا
ایسا کوئی کہاں ہے زمانے میں نیک نام

گنجینۂ حق

(در مدحِ اُمِّ ابیھا سلام اللہ علیہا)

گل ریز فضاؤں کی سحر بنتِ پیمبرؐ
تزئینِ عبادات کا زر بنتِ پیمبرؐ
قرآن کی تفسیر کا گھر بنتِ پیمبرؐ
یزداں کے عجائب کا ہنر بنتِ پیمبرؐ
ملبوس کرشمات میں دہلیز کو دیکھا
مقدور میں دارین کی ہر چیز کو دیکھا

تقدیرِ الٰہی کے خیالات کا پیکر
توحید کے لاریب حجابات کا پیکر
احساسِ تمسُّک میں عنایات کا پیکر
تقدیس میں لپٹا ہوا صلوات کا پیکر
آوازۂ الہامِ سمٰوٰت کی رو سے
توقیرِ خداوند ہے آیات کی رو سے

کاشانہء افکار پہ تسکین کا پرچم
لہراتا ہوا سورۂ یٰسین کا پرچم
معراجِ ادب ، حرمتِ عالین کا پرچم
ایوانِ مناجات پہ آمین کا پرچم
در مدح تکلم کو سہارا نہیں ملتا
اوصاف کے دریا کا کنارہ نہیں ملتا

اعجازِ فلک بوس کی تشکیل کا شجرہ
بے عیب کنول اوڑھتی ہر جھیل کا شجرہ
بر لوحِ ادب کہتا ہے جبریلؑ کا شجرہ
ہر حکم کا پابند ہے تعمیل کا شجرہ
تعلیم اگر اذن کی پائی نہیں ہوتی
دھڑکن کی طرف دل کی رسائی نہیں ہوتی

ہے عرش بھی اک حاشیہ بردار محلہ
سجدوں سے مزین ہے اطاعت کا مصلّٰی
افلاک نشینوں سے یہ کہنے لگا اللہ
محفوظ کرو دل میں تم آداب کا غلّہ
اک عہد کرو حکم ہمارے پہ چلو گے
تقدیر کی ملکہ کے اشارے پہ چلو گے

کب مختصر الفاظ میں تفصیل سمائے
ادراک میں کب نازشِ انجیل سمائے
قطرے کی ذہانت میں کہاں نیل سمائے
ممکن ہی نہیں نور کی ترسیل سمائے
ہم پلّہ کہاں وقعتِ تحریر ثناء کے
بندے سے نہیں ہوتے کبھی کام خدا کے

گنجینۂ حق ، مظہرِ یزدان سراپا
زیبائشِ کُن ، مخزنِ قرآن سراپا
سالارِ صفِ مذہبِ ایقان سراپا
توحید کا دل ، عدل کی میزان سراپا
اوصاف کی سج دھج میں عجب رنگ ملے گا
سلمانؓ بھی سوچے گا اگر دنگ ملے گا

آیات کی تسبیح میں انفاس کا بندھن
الہام کے ماحول میں احساس کا بندھن
الحمدؔ سے تا سورۂ والناسؔ کا بندھن
تقدیس پرکھتے ہوئے مقیاس کا بندھن
مٹی تو کبھی نور کے گھر ہو نہیں سکتی
اس نہج کی مستور بشر ہو نہیں سکتی

باتوں میں سلیقے ہیں سبھی امر و نہی کے
کردار کی وادی کے مناظر نہیں پھیکے
کب ایسے مقدر ہیں زمانے میں کسی کے
در کھلتے ہیں اس در سے سبھی ''بارہ دری'' کے
یہ مسندِ سدرہ کے مؤرخ کو یقیں ہے
معصوم اس انداز کا دنیا میں نہیں ہے

تہذیب الٰہی کے خد و خال کا عنواں
آیات کی بینش سے جڑی فال کا عنواں
احیائے عجائب کے مہ و سال کا عنواں
عنقائے طہارت کے پر و بال کا عنواں
الواحِ سماوی کا نوشتہ بھی عجب ہے
مفہوم پہ سوچیں تو یہی قدر کی شب ہے

کرے ہے یوں بھی کرم عالمین پر زہرؑا
کِساء کی چھاؤں بناتی ہے دین پر زہرؑا

نفُوسِ خلق کو ایسے امان دیتی ہے
ہے آسمان کی صورت زمین پر زہرؑا

مکاں کی چھت پہ ہے عباسؑ با وفا کا علَم
اسی سبب سے ہے راضی مکین پر زہرؑا

بہشت بانٹنے آتی ہے سوگواروں میں
مجھے خدا کی قسم اربعین پر زہرؑا

بلالؓ و میثمؒ و بوذرؓ میں بانٹ دیتی ہے
تصرفات کے گُن ماء و طین پر زہرؑا

وجودِ نعمتِ عظمیٰ بنا کے بھیجی ہے
خدا نے قلبِ امامِ مبین پر زہرؑا

میں اس ادائے تقدس پہ کیا کلام کروں
علیؑ کا نام ہے لکھتی جبین پر زہرؑا

یہی دعا ہے کہ ہم سرخرو رہیں عباسؔ
لگائے مہر ہمارے یقین پر زہرؑا

وہ فاطمہؑ ہے۔!

خدا کا معصوم فیصلہ ہے
پیامِ اوصافِ کبریا ہے
وجودِ لوح و قلم سے پہلے خطِ الٰہی سے نور کے بے کراں
تقدس کے آئینے پر
طہارتوں کے نقوش بنتا جو زائچہ ہے
وہ فاطمہ ہے۔
ازل بھی اس راز کی تہوں میں پہنچنے والے
عمیق لمحوں سے اجنبی ہے
رموزِ فطرت کو قبلِ ایجادِ حرفِ فطرت سمجھنے والوں
کی جستجو کے نحیف مقیاس کی مشقت میں بے بسی ہے
عجیب احساسِ زندگی ہے
کہ ''زندگی'' کے حروف کو بھی خبر نہیں ہے
جو روزِ اول کی ابتداء ہے
وہ فاطمہؑ ہے۔
یہ عرش، سدرہ، بہشت، فردوس کے خزانے

ملائکہ کی قیام گاہیں
عدن میں حوروں کے آشیانے
فلک پہ سورج کی ہمرہی میں سجل ستاروں کے شامیانے
زمیں پہ موجود عالمیں کی وسیع نعمات میں
علاماتِ ایزدی کے حسیں ٹھکانے
حسین تقویم کے تبسم میں لحہ لحہ
قباء بدلتے ہوئے زمانے
تمام اس طرز کی الٰہی ثقافتوں میں جو فلسفہ ہے
وہ فاطمہؑ ہے۔
ظہورِ آدمؑ
نزولِ حوّا
بہ تختِ گیتی بشر کا آغاز کس طرح ہے ؟
مشیتوں کے امور خانے کا شوخ اسلوب شنگ انداز
کس طرح ہے ؟
یہ اس طرح ہے
کہ ربِ اکبر نے عالمِ خشک و تر کی تخلیق کے مقاصد
میں نام جس کا لکھا ہوا ہے
وہ فاطمہؑ ہے۔
یہ شیثؑ، ہابیلؑ اور موسیٰؑ
یہ نوحؑ، یعقوبؑ اور یوسفؑ

یہ عادؑ، اسحاقؑ اور یونسؑ
خلیلؑ، الیاسؑ اور عیسیٰؑ
یہ انبیاء اور ان کی اجلی شریعتوں کا فروغ دیکھا
تو راز جانا
نبوتوں کا یہ ربط جس کے کرم کی لے سے جڑا ہوا ہے
وہ فاطمہؑ ہے۔
خدا نے جس کو بنا کے سارے رسل کا یکتا امام بھیجا
خدا نے جس پر درود بھیجا سلام بھیجا
خدا نے جس کی زباں کی خاطر خود اپنا قرآں کلام بھیجا
خدا نے قرآں میں جس کی خاطر بہ طرزِ یٰسیں مقام بھیجا
کبھی مزمل لقب تراشا
کبھی مدثر ہے نام بھیجا
درختِ طوبیٰ کی ڈالیوں کو ورق بنا کے
بہ صد تقدس پیام بھیجا
پیام بھیجا کہ اے محمدؐ ۔!
ہر ایک عالم کی سربراہی کا تاج دے کر
محبتوں کو رواج دے کر
وہ جس کی خاطر تجھے زمانے میں چن لیا ہے
وہ جس کے باعث
مری نظر میں تو مصطفیٰؐ ہے

وہ فاطمہؑ ہے۔
دلِ محمدؐ کی شاہزادی
علیؑ کے لاریب گھر کی ملکہ
عجب تصرف ہے دو جہاں پر
دیارِ شام و سحر کی ملکہ
وہ جس خدمت میں آسماں ہے
وہ جس کے حق مہر میں زمیں ہے
ازل سے مقصودِ ماء و طیں ہے
خرد کو معلوم ہی نہیں ہے
بھٹک رہا ہے مرا تفکّر
لرز رہا ہے مرا تخیل
میں دم بخود ہوں وہ ذات کیا ہے
شعورِ تطہیر کی محافظ
ضمیرِ تقدیس کی مدرس
حیا کے مذہب کی پیشوا ہے
یہ آیتوں کے لغت نے کھولا
وہ انما ہے
وہ ہل اتیٰ ہے
علیؑ سے مہدی تلک امامت کا فیض جس میں چھپا ہوا ہے
وہ فاطمہؑ ہے۔

نعمتِ عظمیٰ

(زہراء، مرضیہ، راضیہ)

کلیدِ قفلِ معاجز عجائبات کا گھر
شکوہِ حلمِ خداوندِ کائنات کا گھر

زبورِ حسنِ تفاخُر کا بے کراں مفہوم
فرازِ عرش پہ توراتِ التفات کا گھر

رموزِ حشمتِ عالیں بہ نعمتِ عظمیٰ
کساء کے سائے میں پیمانہء حیات کا گھر

بہ گوشِ ارض و سمٰوات از قیامِ ازل
پیامِ نور میں آوازہَ ثبات کا گھر

تحیرات کا مرکز ہے حجلہء تسخیر
وجودِ حرفِ تصرف ہے ممکنات کا گھر

مقامِ کنزِ کرامت کا آئینہ خانہ
بہ طرزِ سورہَ یٰسیں الٰہیات کا گھر

بہ تختِ عرشِ مکّرم کرم تراشتا ہے
حیا کے دین میں گنجینہء صفات کا گھر

مزاجِ قُلزُمِ آیات صورتِ الہام
کھلا ہوا ہے خدا کے تخیلات کا گھر

سکھا رہا ہے زمانے کو بندگی کا ہنر
عبادتوں کے نگر میں دلِ صلوٰۃ کا گھر

برائے قلبِ امامت ولایتوں کا محل
برائے قلبِ رسالت ہے دینیات کا گھر

بروزِ حشر شفاعت کے باب میں عباسؔ
ہے اذنِ فاطمہؑ زہراء مری نجات کا گھر

نازشِ عالین

(مولا امام حسن علیہ السلام)

کچھ ایسے مناجات کی تزئین حسنؑ ہے
ہر ایک دعا کے لیے آمین حسنؑ ہے

حیدرؑ کے لیے حرمتِ پندارِ ولایت
زہرا کے لیے باعثِ تسکین حسنؑ ہے

کردار کی سج دھج کے سلیقے ہیں الٰہی
خالقِ کی قسم نازشِ عالین حسنؑ ہے

آیات کے مانند ہیں تعظیم کے تیور
طٰہٰ کا بھرم ، حشمتِ یٰسین حسنؑ ہے

صنّاعیِ نقاشِ دو عالم کی قسم ہے
ہر شے کے لیے نکتہء تکوین حسنؑ ہے

ہر ''امن صحیفے'' کے لیے بن کے مؤلف
احساس کی کرتا رہا تدوین حسنؑ ہے

پھیلے نہ بھلا کس لیے پیغامِ محمدؐ
اسلام کی اک نسبتِ زرّین حسنؑ ہے

پھر کس میں ہے جرأت کہ کوئی عیب نکالے
قرآن میں جب لائقِ تحسین حسنؑ ہے

ہر ایک عمل خیر سے منسوب ہے میرا
عبّاسؔ میں کہتا ہوں مرا دین حسنؑ ہے

عینِ بتولؑ

(مولا حسین علیہ السلام)

میری امید ، مرا عشق ، مری آس حسینؑ
ایسے رہتا ہے سرِ صفحہء احساس حسینؑ

لمحے لمحے میں عجائب کا ہنر گھولتا ہے
وجہِ اعجازِ خداوند کا عکاس حسینؑ

قلبِ زہرؑاء پہ ہے قرآن کی صورت اترا
دستِ توحید سے لکھا ہوا قرطاس حسینؑ

خشک سالی میں بھی آئے گی نہ ماتھے پہ شکن
حوضِ کوثر پہ بجھائے گا مری پیاس حسینؑ

مجھ کو قرآں کی تلاوت سے یہ محسوس ہوا
سورۂ حمدؐ علیؑ سورۂ والناسؑ حسینؑ

یا نبیؐ ! گنبدِ خضریٰ پہ یہ لکھنے دیں مجھے
آپ کے دین کو آیا ہے بہت راس حسینؑ

ہو بہو حیدرِؑ کرار نظر آتا ہے
شجرہ ہائے بشر کے لیے مقیاس حسینؑ

جگمگاتے ہوئے خوش بخت نگینوں کی قسم
مصدرِ زینتِ فیروزہ و الماس حسینؑ

مشکل اوقات سے منسوب زمانے کا مجھے
خوف کیوں ہو کہ ہمیشہ ہے مرے پاس حسینؑ

صرف ایک اشک بہانے پہ عطا کردے بہشت
کتنا راضی ہے عزادار پہ عباسؑ حسینؑ

یاحسینؑ

مرنے پہ یاحسینؑ ہے جینے پہ یاحسینؑ
سایہ فگن ہے دل کے مدینے پہ یاحسینؑ

لکھا ہے کائنات کو حیرت میں ڈال کر
عباسؑ نے فرات کے سینے پہ یاحسینؑ

کہتے تھے نوحؑ ڈر نہیں طوفان کا مجھے
لکھا ہوا ہے میں نے سفینے پہ یاحسینؑ

چھاپا ہے اپنے ہاتھ سے پروردگار نے
انگشتریِ دیں کے نگینے پہ یاحسینؑ

ہر مشتری ہے دیدۂ حیراں لیے ہوئے
پُھونکا ہے آنسوؤں کے خزینے پہ یاحسینؑ

کاٹو غمِ حسینؑ میں رو کر تمام عمر
موقوف کب ہے ایک مہینے پہ یاحسینؑ

کیوں خوف موت کا ہو، منقش رہے اگر
عباسؔ زندگی کے قرینے پہ یاحسینؑ

وقارِ خالقِ اکبر

(مولا امام سجاد علیہ السلام)

وقارِ خالقِ اکبر کی آبرو سجادؑ
وہ اس لیے کہ محمدؐ ہے ہو بہو سجادؑ

ہر ایک لفظ ہے قرآں کی آیتوں کا خُمار
عجیب نہج پہ کرتا ہے گفتگو سجادؑ

علیؑ علیؑ کی وہ رعنائیاں ہیں سانسوں میں
کلی کلی پہ چھڑکتا ہے رنگ و بو سجادؑ

شعورِ قلبِ رسالت میں جگمگاتی ہوئی
ضمیرِ فکرِ ولایت کی جستجو سجادؑ

نگر نگر کو الٰہی پیام دیتی ہوئی
روش روش پہ شریعت کی آرزو سجادؑ

مقدسات ہیں نازاں غرور کی حد تک
وہ اس لیے کہ ہے شبیرؑ کا لہو سجادؑ

قسم خدا کی قصیدہ زباں زباں عابدؑ
قسم خدا کی ترانہ گلو گلو سجادؑ

کلیدِ خانہءِ اعجازِ کلمہءِ ''سبُّوح''
وجودِ سرِ دلِ کائناتِ ''ھُوَ'' سجادؑ

مدّبرانِ جہاں کو دکھائی دیتا ہے
بہ طرزِ منبر و محراب سُرخرو سجادؑ

کسی بھی سمت سے ڈر کچھ نہیں مجھے عباسؔ
کرم تراشتا رہتا ہے چار سو سجادؑ

زین العابدین

(مولا امام سجاد علیہ السلام)

میں سناؤں ذکر کیا سجادؑ کا
آیتیں ہیں تذکرہ سجادؑ کا

ہے قصیدہ نطقِ ربُّ الحرف میں
ابتدا سے انتہا سجادؑ کا

رفت و آمد روز و شب کی دیکھیے
چل رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

پڑھ رہا ہوں سورۂ اخلاص میں
کھل رہا ہے مدرسہ سجادؑ کا

یوسفِ کنعاں سنورنے کے لیے
چومتا ہے نقشِ پا سجادؑ کا

سجدۂ سجادؑ کی مجھ کو قسم
ہیں نمازیں معجزہ سجادؑ کا

بربریت کی ہواؤں سے کبھی
بجھ نہ پائے گا ''دیا'' سجادؑ کا

کس میں جرأت ہے بنے پروردگار
کون سمجھے مرتبہ سجادؑ کا

زائرینِ کربلا سے پوچھ لو
کربلا ہے آئینہ سجادؑ کا

قبر و برزخ سے ڈرے عباسؔ کیوں
ہے میسر آسرا سجادؑ کا

باقرِ العلوم

(مولاامام باقرعلیہ السلام)

ہر اک نفَس ہے یقیناً نظام باقرؑ سے
اگر ہے صبح علیؑ سے تو شام باقرؑ سے

چہار سو یہ اجالوں کی آبرو کیا ہے
دمک رہے ہیں نظر کے خیام باقرؑ سے

فروعِ دین کی الواح دے رہی ہیں پیام
اصولِ دین کا ہے احترام باقرؑ سے

رخِ گلاب پہ باقرؑ سے اہتمامِ شفق
لبِ کنول پہ سدا ابتسام باقرؑ سے

علیؑ کے نام کا دھڑکن کو پیرہن دے کر
کشید کرتے ہیں بخشش غلام باقرؑ سے

کہا گیا یہ مجھے پُل عبور کرتے ہوئے
بہشت میں ہے تمہارا قیام باقرؑ سے

کسی خطیب کسی مجتہد کو کیا معلوم
کوئی حسینؑ کا پوچھے امام باقرؑ سے

میں جزو وکل کے مباحث میں کس لیے الجھوں
مرا رکوع ، تشہد ، قیام، باقرؑ سے

قلم طوافِ ولاء میں مگن ہوا عباسؔ
عطا ہوا ہے یہ مجھ کو مقام باقرؑ سے

نطقِ الٰہی

(مولا امام باقر علیہ السلام)

یوں الگ ہے قد و قامت میں پیامِ باقرؑ
مخزنِ نطقِ الٰہی ہے کلامِ باقرؑ

رشک کرتا ہے لغت خانہء اربابِ سخن
زینتِ لوح و قلم دیکھ کے نامِ باقرؑ

روشنی ان کی ہے الحمدؔ سے والناسؔ تلک
جن چراغوں سے مزین ہیں خیامِ باقرؑ

شمس و مہتاب و کواکب بھی اطاعت میں ملے
میں نے تنہائی میں سوچا جو خرامِ باقرؑ

اتنی راسخ ہے کہاں عقل گہِ نوعِ بشر
صرف عالین پہ کھلتا ہے مقامِ باقرؑ

حق پرستی کا صلہ یوں بھی ملا کرتا ہے
میثمؑ و حرؑ کا مقدر ہے سلامِ باقرؑ

بندگی ایسے قرینوں سے بھی ہو سکتی ہے
لیلتہ القدر ہے اعجازِ قیامِ باقرؑ

فتح آ گیں ہے رجز علم کے میدانوں میں
حاملِ سیفِ الٰہی ہے نیامِ باقرؑ

پرورش گاہِ تقدس کا تعارف تو سنو!
مصحفِ صدق ہوا ”ماہِ تمامِ باقرؑ“

یا علیؑ بول کے عباسؔ جلائے گا چراغ
قبر میں جائے گا جس وقت غلامِ باقرؑ

در مدحِ امام جعفر صادقؑ

جعفرؑ کی صداقت کا ہنر بول رہا ہے
مدحت میں خدا شام و سحر بول رہا ہے

اس جیسا بشر کوئی زمانے میں کہاں ہے
پیغامِ الٰہی ہے رسالت کی زباں ہے
الہام کی تفسیر ہے قرآں کا بیاں ہے
تکبیرِ امامت ہے ولایت کی اذاں ہے
پیکر سے لگے حیدرؑ کرّارِ زماں ہے
باقر کا لہو ہے تو محمدؐ کی یہ جاں ہے
اسلام کے رستے کا سفر بول رہا ہے
مدحت میں خدا شام و سحر بول رہا ہے

معراجِ کمالات ہے جعفرؑ کا مدینہ
دل ہے کہ خداوند کی عظمت کا خزینہ
ہر سانس میں جاری ہے عطاؤں کا قرینہ
دہلیز پہ مل جائے گا بخشش کا سفینہ
چہرے پہ لگا لیتے ہیں جعفرؑ کا پسینہ
یوسفؑ سا حسیں اور زلیخاؑ سی حسینہ
یہ نورِ محمدؐ کا اثر بول رہا ہے
مدحت میں خدا شام و سحر بول رہا ہے

جعفرؑ کی زباں ہے کہ یہ آیات کا گھر ہے
گفتار سے لگتا ہے کہ صلوات کا گھر ہے
الحمدؔ سے والناسؔ ہر اک بات کا گھر ہے
یہ بزمِ سخاوت ہے عنایات کا گھر ہے
حیدرؑ کی شجاعت کے کمالات کا گھر ہے
اللہ کا گھر ہے کہ یہ سادات کا گھر ہے
اوصاف پہ اللہ کا گھر بول رہا ہے
مدحت میں خدا شام وسحر بول رہا ہے

در مدحِ مولا امام موسیٰ کاظمؑ

سرشت میں ہیں بہ طرزِ الٰہیات صفات
بیان کر نہیں سکتی یہ کائنات صفات

کہاں خرد کے مقدر میں جرأتِ عرفاں
کہ لکھ رہی ہیں تعارف ''خدا کی ذات'' صفات

لباسِ وحی کی زیبائشیں بتاتی ہیں
نہیں ہے کچھ بھی یہ قرآں بجز صفات صفات

وجودِ فکر کو سائے سے آشنا تو کرو
بتائیں نخلِ ولایت کے سبز پات صفات

قیامِ حشر تلک کر نہ پائیں گے تالیف
فلک کا روز محاسن زمیں کی رات صفات

سکھاتی رہتی ہیں سکانِ آسماں کو بھی
فروغِ ذوقِ دل و روحِ دینیات صفات

لرزتی سوچ پہ دم کر دیں اشجعی کا ہنر
بھٹکتے ذہن کو بخشیں عجب ثبات صفات

جہاں سجودِ تدبر شباب کاڑھتے ہیں
روش روش پہ کریں وا وہ جامعات صفات

یہ مظہریتِ اوصافِ ایزدی کیا ہے۔؟
اسی کا رکھتی ہیں عنواں عجائبات صفات

دکھائیں حشر کا دم اشتعال کھاتا ہوا
دکھائیں چشمِ دو عالم کو معجزات صفات

ہر ایک لفظ کا مفہوم باکمال کمال
پیامِ نطق میں شیرینیِ خیال کمال

سخن کے رزم کدوں میں بہ ہیبتِ یزداں
تحیرات کی صناعیِ جلال کمال

جمال گاہِ خداوند پر نشانِ غرور
زبورِ حسن کی تخلیقِ بے مثال کمال

بلندیوں کے تقدس میں اہتمام خمار
فراز و اوج کا آئینِ لازوال کمال

ہر اک دقیقہء لاریب نازشِ تقویم
حریم و خانہء توقیرِ ماہ و سال کمال

''سلونیات'' کی تہذیب کا نگار کدہ
خطیبِ منبر و محرابِ ذوالجلال کمال

لوازماتِ تبسم میں خود کفیل ضیاء
ہر اک محب کا ستارہ ہے بے ملال کمال

غبارِ پا سے بصیرت کا فیض لیتے ہوئے
کہیں کمال ابوذرؓ کہیں بلالؓ کمال

یہ انفطارؔ و مزملؔ یہ کوثرؔ و یٰسینؔ
یہ پیرہن یہ قباء یہ عبا یہ شال کمال

قوائے عدل کی بخشش سنبھال رکھتی ہے
ہر ایک شے کے عناصر میں اعتدال کمال

ولایتوں کے مراتب کا افتخار وقار
کچھ اس طرح سے بھی دیتا ہے کردگار وقار

معاشروں کو پنپنے کا فن سکھاتا ہے
ادائے خُلق میں موجود زرنگار وقار

گماں پرست دلوں میں انڈیلے رمزِ یقیں
کلیدِ قفلِ درِ بیتِ اعتبار وقار

مقامِ حشمتِ بے عیب اس مقام پہ ہے
نثار نقشۂ نعلین پر ہزار وقار

ورودِ جاہ لگے یوں فیوض کی تورات
کہ ورد ہے لبِ انجیل پر وقار وقار

دلِ کلیمؑ کو گنجینۂ نفاذِ سکوں
دلِ خلیلؑ کو پیمانۂ قرار وقار

قبیلہ ہائے بشر دیکھ پائے گا کیسے
رموزِ کُن کے تکلم سے ہم کنار وقار

ازل سے دامِ تصرف میں آسمان و زمیں
ازل سے صفحۂ گیتی پہ شہریار وقار

مشامِ جاں میں کرم کی مہک بکھیرتا ہے
بہشتِ فیض کے مرکز میں لالہ زار وقار

عجب مشیتِ پروردگار ہاتھ میں ہے
بساطِ مشت میں عالم کا اقتدار وقار

پیامِ نطقِ رسالت کی ترجمان زبان
ضمیرِ فقہ کے رستے پہ کاروان زبان

فصاحتوں کے ذخائر وسیع کرتی ہوئی
بلاغتوں کے ممالک پہ حکمران زبان

بہ لوحِ روح تراشے مناظرِ توحید
سخن وروں کو سکھاتی ہوئی اذان زبان

تخیلات کی سانسوں کو عطر سونپتی ہے
حُروف و صوت پہ حد درجہ مہربان زبان

برائے منزلِ ایقان رہنمائے سفر
بہ سطحِ آب سفینوں کی بادبان زبان

حیات گاہِ تکلم میں مسکراتی ہوئی
برائے ردِّ ضعیفی وہ نوجوان زبان

سبیلِ عقدہ کشائی بہ نامِ سرِّ خفی
مقطعاتِ کلامِ خدا کی شان زبان

وہ حمد و نعت و مناقب کا بے نظیر ہنر
وہ لم یزل کے ارادوں کی مدح خوان زبان

جہالتوں کے تمدن کو مات دیتی ہوئی
پیامِ آیتِ اقراء کی پاسبان زبان

زمینِ مدح سرائی پہ فصلِ گل کے لیے
برائے دعبلؔ و طرماحؔ آسمان زبان

سفیرِ حرمتِ کاشانہء کلام سلام
نمازِ سورۂ کوثر مرے امام سلام

طہارتوں کے حرم میں درود کی زینت
پیمبروں کی دل آویزیِ پیام سلام

وہ آبرو کہ تقدس کی کائنات صلوٰۃ
وہ گفتگو کہ سخن پروری کے نام سلام

قلوبِ قنبرؓ و عمارؓ کے معابد میں
ہے دھڑکنوں کی مؤدت کا ابتسام سلام

فرازِ عرش وظائف کے یوں حصار میں ہے
ملائکہ کی زباں پر ہے صبح و شام سلام

یہ ''مستقیم'' کی تابانیِ خیال میں ہے
درونِ سورۂ الحمدؔ اہتمام سلام

نفاذِ اہلِ ادب کی ادائے تعظیمی
زباں کنیز تو ہر لفظ ہے غلام سلام

عطا و بخششِ پروردگار کی سوگند
ولایتوں میں تفاخر صفت مقام سلام

شفاعتوں کے مبارک تریں ہنر کے سبب
بہ حوضِ کوثر و تسنیم ایک جام سلام

کتابِ نازشِ قرآں کے پارۂ ہفتم
ہے کارِ خامہء عباسؔ بس سلام سلام

ضامنِ آہُو

(مولاامام علی رضاعلیہ السلام)

رکھتا ہے عجب نام اثر مولا رضاؑ کا
ہر پل ہے دلِ کفر میں ڈر مولا رضاؑ کا

کیسے وہ سمجھ پائے گا کعبے کی فضلیت
جس شخص نے دیکھا نہیں گھر مولا رضاؑ کا

سدرہ کی بلندی بھی وہاں خاک نشیں ہے
کس درجہ سر افراز ہے سر مولا رضاؑ کا

بہلولؒ کی سنگت میں ہے احساس کا پنچھی
قسمت میں ہے بخشا ہوا پر مولا رضاؑ کا

ایسے تو نہیں نقشِ قدم دل کی زمین پر
دھڑکن کی ڈگر پر ہے سفر مولا رضاؑ کا

تعبیر کروں اس کو میں جنت سے تو کم ہے
ہے ذکر جہاں شام و سحر مولا رضاؑ کا

ہر وقت گہر پاش ہیں خیرات کے بادل
ہر وقت کھلا رہتا ہے در مولا رضاؑ کا

داد آئے گی لب ہائے شہنشاہِؑ نجف سے
عباسؔ ہے لفظوں میں اثر مولا رضاؑ کا

کفیلِ اذاں

(مولا امام تقی علیہ السلام)

کچھ اس طرح ہے زمانے پہ مہربان تقیؑ
زمیں پہ فیضِ الٰہی کا آسمان تقیؑ

بناتا رہتا ہے معجز نما قرینوں سے
عجائباتِ ولایت کی شوخ کان تقیؑ

جنھیں خدا نے دیا ہے خطابِ ’’معصومین‘‘
ہے اس طرح کے چراغوں کے درمیان تقیؑ

علیؑ کے خوں کی فضلیت پہ کیا کلام کریں
نبی کی عظمتِ دائم ، خدا کی شان تقیؑ

وکیلِ حرمتِ گنجینۂ نماز و عزاء
کفیلِ غازۂ رخسارۂ اذان تقیؑ

خنک رتوں کے سجل منظروں سے پوچھ کبھی
ازل سے دشتِ تپیدہ پہ سائبان تقیؑ

چھڑک رہا ہے سماعت کے مرغ زاروں پر
فرازِ منبر و محراب سے بیان تقیؑ

الٰہیات کی صنعت میں کر گیا ایجاد
برائے خلعتِ اسلام سبز تھان تقیؑ

ہوں مطمئن کہ رواں کر رہا ہے خود عباسؔ
قلم کی راہ پہ لفظوں کا کاروان تقیؑ

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

کنزِ عجائب

(در مدحِ مولا امام نقی علیہ السلام)

لبِ نقاوت کے شرق پر اک طلوع ہوتا ہوا تبسم
بلاغتِ نطقِ کبریاء کا علم اٹھاتا ہوا تکلم
کتابِ قرآں کی آیتوں کا حسیں مبارک ترین قُلزم
ہے یوں تفکر سے ماورا یہ خرد کدوں کی حیات گم سم

ضمیرِ یٰسیں کے گلستاں میں وفورِ نکہت کی زندگانی
روش روش پر وجودِ تہذیبِ قدرؔ و کوثرؔ کی ترجمانی
حریمِ حرفِ ولاء کے اندر دیے جلاتی ہوئی جوانی
شبابِ اقلیمِ سرمدیت ، بقا کی لاریب راجدھانی

رخِ تہجد کی دلربائی دلِ عباداتِ پنجگانہ
بہ طرز و اندازِ کبریائی بلند سدرہ صفت ٹھکانا
بہشتِ عرفاں میں معجزوں کے سخن سناتا ہوا ترانہ
بساطِ ادراک معرفت کو سکھائے افکارِ فاتحانہ

کفِ تدبر سے پھوٹتا ہے برائے فکرِ بشر اجالا
ازل سے اب تک کھلا ہوا ہے سرائے لوح وقلم کا تالا
تھما رہا ہے یدِ تفکر میں زم زمِ علم کا پیالہ
نوازشِ لم یزل کی صورت رموزِ آیات کا رسالہ

کریہہ تاریک منظروں پر بہ رنگِ خورشید ضرب کاری
فنا کی گردن پہ ذوالفقارِ بقاء کا ہر پل ہے خوف طاری
سکھا رہا ہے وہ رزم گاہِ عمل میں انساں کو شہ سواری
ہے مظہریت برائے اوصافِ ذاتِ پروردگارِ باری

سلیم فطرت کرم کا پیکر سلام کرتی ہے کبریائی
متین رت کی قبا پہن کر درود پڑھتی ہے پارسائی
عظیم تر ہے مقام اتنا تمام رتبے ہیں مصطفائی
عجب ہنر ہے کہ روبرو ہوں تو کوہساروں کا ظرف رائی

جلوسِ انجیلؔ منقبت گر ، زبورؔ کی انجمن قصیدہ
صبیح لفظوں کا مقتدی ہے پیامِ توراتؔ کا عقیدہ
خدا نے قرآں میں لکھ دیے ہیں حسین اوصاف سب حمیدہ
نہ عیب کوئی نکال پائے گا تا بہ محشر دہن دریدہ

بہ خاکِ دہلیز جان واریں تمام دریا سبھی سمندر
صفِ رعیت کے منتظم ہیں بھٹائیؒ ،معروفؒ اور قلندرؒ
تمام عالم کی حکمرانی کا گن رواں ہے لہو کے اندر
جلال یوں ہے کہ سنگِ در سے جبیں اٹھاتے نہیں سکندر

محاسنِ ایزدی کا پیکر ضیائے مہرِ شرف قبیلہ
تمسُّکِ نقشِ پا کی دولت سے مسکرائے وفا کا ٹیلہ
گداگروں کی ہنروری کے رہے تصرف میں چرخ نیلا
ضعیف موسم کو آسرا دے قدم قدم پر جواں وسیلہ

وجودِ اسلام کے پنپنے کو یوں فراہم کرے وسائل
اس اسمِ اعظم کے حرف لکھ کر گلوئے کعبہ کرے حمائل
شکست سے ہم کنار کر دے یہ فقہِ اعداء کے سب دلائل
اسی کو عباسؔ جھک رہے ہیں سبھی اواخر سبھی اوائل

صبحِ تقدس

(مولا امام نقی علیہ السلام)

اجرامِ تخیل کا عجب میر نقیؑ ہے
شب ہائے نقاوت میں قمر پیر نقیؑ ہے

کیوں میرے مقدر پہ تو حیران ہے اتنا
سن میرے لیے کاتبِ تقدیر نقیؑ ہے

معلوم ہے مقبول نمازوں کا طریقہ
تہذیبِ عبادات میں تکبیر نقیؑ ہے

یہ صبحِ تقدس نے سبق مجھ کو دیا ہے
شفاف خیالات کی تصویر نقیؑ ہے

کیوں دین میں تخریب کا پہلو نہیں ملتا
وہ یوں کہ یہاں ندرتِ تعمیر نقیؑ ہے

کب ایسے سرافراز مراتب ہیں کسی کے
رخسارۂ توحید پہ تحریر نقیؑ ہے

ہے قامتِ ادراک تلک کس کی رسائی
افکار میں اعجازِ جہانگیر نقیؑ ہے

عباسؔ یہ جی چاہتا ہے راز کو کھولوں
ح ، م ، ا ، ص کی تفسیر نقیؑ ہے

کلیدِ کعبہء ایماں

(مولا امام حسن عسکری علیہ السلام)

عجیب نہج کا انساں ہے عسکریؑ مولا
کہ بولتا ہوا قرآں ہے عسکریؑ مولا

سجی ہوئی ہے تخیل میں خُلق کی انجیل
زبورِ حسن کا عنواں ہے عسکریؑ مولا

عجائبات کا منصب سنبھالنے والا
غرورِ مظہرِ یزداں ہے عسکریؑ مولا

خدا کا بخشا ہوا اقتدار یوں بھی تو ہے
کفیلِ عالمِ امکاں ہے عسکریؑ مولا

یہ دینیات کی سج دھج اسی کے دم سے ہے
کلیدِ کعبہء ایماں ہے عسکریؑ مولا

ترے وجود پہ یا رب۔! کوئی گماں نہیں
ترے وجود پہ برہاں ہے عسکریؑ مولا

زمانے بھر کے سلاطین دے رہے ہیں خراج
ہر ایک شاہ کا سلطاں ہے عسکریؑ مولا

جو پل میں قصرِ امیہ کو منہدم کر دے
ولایتوں کا وہ اعلاں ہے عسکریؑ مولا

بروزِ حشر کوئی اضطراب کیا عباسؔ
مری نجات کا ساماں ہے عسکریؑ مولا

جشنِ ظہورِ مولا امامِؑ زمانہ ہے۔!

کلیوں کے سنگ سنگ چٹکتا زمانہ ہے
ہر پھول کا لباس بہت فاخرانہ ہے
سورج کی ہر کرن نے تبسم دکھانا ہے
مہتاب نے ضیاء کا سمندر بہانا ہے
اک گیت روشنی کا چراغوں نے گانا ہے
زیور نئے پہن کے ستاروں نے آنا ہے
ہر سو شجر حجر نے بہت مسکرانا ہے
ہونٹوں پہ ماء وطیں کے ولاء کا ترانہ ہے
کوزہ گروں نے چاک کچھ ایسا گھمانا ہے
ہر دلنشیں خیال کو پیکر میں لانا ہے
ہر کوہ کن نے گُر وہ جہان کو سکھانا ہے
کہسار کو تراش کے شیشہ بنانا ہے
خوش بختیوں نے ایسا مقدر جگانا ہے

بے منظری کے جسم پہ منظر سجانا ہے
ہاں عشق کی سبیل سے پینا پلانا ہے
جذبہ عقیدتوں کا عجب والہانہ ہے
ہر دل ولایتوں کا بنا شامیانہ ہے
ہر آنکھ عارفین کا آئینہ خانہ ہے
احساسِ حرف و صوت بڑا معجزانہ ہے
ندرت بیان میں ہے قلم شاعرانہ ہے
دیوار و در میں عیب کہیں بھی ذرا نہ ہے
کاشانہء حیات کی دھج دلبرانہ ہے
اعجازِ کردگار نے جلوہ دکھانا ہے
کنجِ عجائبات کا موسم سہانا ہے
خالق نے رفعتوں کا تقدس بتانا ہے
قرآں کی آیتوں نے قصیدہ سنانا ہے
حاصل ہوا وہ قیمتی ہم کو خزانہ ہے
دہلیزِ فاطمہؑ پہ سروں کو جھکانا ہے
عباسؔ با ضمیر بشر نے منانا ہے
جشنِ ظہورِ مولا امامِؑ زمانہ ہے

قائم المنتظرؑ ۔!

ظلم کا سلسلہ آج کچھ اور ہے
زہر کے لمس سے نیلگوں ہے فضا
قریہ قریہ اداسی کے آغوش کی
تربیت یافتہ چلچلاتی خلش
ہر طرف بندگی کے تقدس کو پامال کرتی ہوئی
طنزیہ نہج پر مسکراتی تپش
چارسو کیا قیامت کا سامان ہے
ہر سحر دوپہر
محشرستان ہے
کس قدر پرفتن دور ہے

تا بہ حدِ نظر
قہر ہے جبر ہے جور ہے
سر پٹختی ہوئی زندگی کی ضعیفی الم آشنا
کھردراہٹ میں محصور ہر سانس کی قبر پر
رنج آلود تقریب کا سلسلہ
خون کی گردشیں نوحہ خواں
دھڑکنیں مرثیہ
کرب سہتی جبیں غم سے مانوس ہے
آنکھ مایوس ہے
مجرمانہ تغافل کی زنجیر میں خواہشیں قید ہیں
زرد رو حسرتوں کا گلا گھونٹتی ہے خزاں
الاماں۔!
الاماں نفرتوں کی یہ بڑھتی ہوئی تلخیاں
چاہتوں کی خنک اور شفاف تر جھیل میں
گھل گیا ہے کدورت کا آتش فشاں
آج انساں کے مجروح جذبات بھی
ٹھوکروں کی اذیت سے دوچار ہیں
مرحلے زیست کے خوب دشوار ہیں
فکر مکروہ ہے
عقل تاریک ہے

قلب بیمار ہیں
کبرونخوت کی معیوب پوشاک میں جابجا
آدمیت کا خوں پی رہی ہے انا
بندہ پرور یہاں آج اپنے تئیں
ہر بشر ہے خدا
سن ذرا۔!
سن ذرا ناخدا۔!
آج مجبور مقہور انساں کے مکسور الفاظ میں
العجل کی صدا
العجل۔!
تیرگی سے اٹے اجنبی دشت میں روشنی کی خبر
العجل۔!
پرخطر راستوں کی تھکن اوڑھتے شل مسافر کی
خاطرِ مسیحِ سفر
العجل منفرد رہنما
معتبر چارہ گر
قائم المنتظرؑ۔!

صاحب العصرؑ

ڈھونڈتی ہے نظر کہاں ہے تو
جسم ہے زندگی تو جاں ہے تو

کبریائی کا ترجماں ہے تو
زینتِ رمزِ کن فکاں ہے تو

مخزنِ ارضِ جاوداں ہے تو
مصدرِ اوجِ آسماں ہے تو

حُرمتِ دیں کا پاسباں ہے تو
حاملِ پرچمِ اماں ہے تو

کاشفِ سرِّ بے کراں ہے تو
ایک ہو کر بھی کارواں ہے تو

وحیِ یزداں کا رازداں ہے تو
سارے قرآن کی زباں ہے تو

قبلہء عشق میں عیاں ہے تو
کعبہء حسن کی اذاں ہے تو

نطقِ پیغمبرؐ زماں ہے تو
آیتوں کے بھی درمیاں ہے تو

فتحِ توحید میں نہاں ہے تو
معنیِ حرفِ کامراں ہے تو

بخششوں کی کھلی دکاں ہے تو
قفلِ کاشانہء جناں ہے تو

حشمتِ وجہِ دو جہاں ہے تو
صاحبُؑ العصر والزماں ہے تو

دعائے بتولؑ

(مولا عباس باب الحوائج علیہ السلام)

کہاں مجال مری کہ لکھوں ہے کیا غازیؑ
حدودِ عقل سے رہتا ہے ماوراء غازیؑ

نمازِ شب کا وہ نذرانہء سجود کہے
بتولِؑ پاک کی مانگی ہوئی دعا غازیؑ

ہر اک مراد بشارت پہن کے ساتھ چلی
علم اٹھا کے کہا میں نے صرف یا غازیؑ

امیرِ لشکرِ خیرالبشرؐ علی مولا۔!
امیرِ لشکرِ شبیرؑ بن گیا غازیؑ

خدا کا شکر کہ فاتح حسینیت ٹھہری
خدا کا شکر کہ کرب و بلا میں تھا غازیؑ

علیؑ کے گھر میں ہے اترا بہ صورتِ الہام
بدن پہ اوڑھ کے آیات کی قباء غازیؑ

کہا علیؑ نے کہیں گے اسے علیؑ سارے
کچھ اس طرح سے ہے صفین کو چلا غازیؑ

علم کے سائے میں کرتا ہوں حاضری تقسیم
خود اپنے سائے میں رکھتا ہے گھر مرا غازیؑ

سخن کے باب میں ٹھہرے گا معتبر عباسؔ
کرے گا ایسے قلم کا ہنر عطا غازیؑ

ادائے دوام

(مولا عباس علمدار علیہ السلام)

لبِ علیؑ کا جواں ابتسام ہے غازیؑ
شجاعتوں کے پیمبر کا نام ہے غازیؑ

وفا پرست قبیلے کا اک پڑھا مصحف
لکھا ہوا تھا ہمارا امام ہے غازیؑ

درود پڑھ کے مصلّے پہ انبیاء نے کہا
تری وفا کو ہمارا سلام ہے غازیؑ

لغاتِ اہلِ مؤدت کو کھولنے سے کھلا
حسینیت کا سنہرا پیام ہے غازیؑ

غبارِ پا ہے تبرک جبینِ یوسفؑ کو
بہشتِ حسن میں محوِ خرام ہے غازیؑ

رسالتوں کا تفاخر بھی دے رہا ہے خراج
عروجِ حشمتِ خیرالانامؐ ہے غازیؑ

عجائباتِ مراتب پہ بات کیسے کریں
علیؑ کا سجدہ ، حسن کا قیام ہے غازیؑ

نجف سرشت شرف کے رموز بولتے ہیں
علیؑ مزاج ہے عالی مقام ہے غازیؑ

یہ استجابِ دعائے بتولؑ ہے عباسؑ
بساطِ کُن پہ ادائے دوام ہے غازیؑ

کعبۂ فکر ونظر

(مولا عباس باب الحوائج علیہ السلام)

معرفت گاہِ بشر ہے غازیؑ
کعبۂ فکر و نظر ہے غازیؑ

غازۂ فرقِ صباحت کی قسم
حسنِ ملبوسِ سحر ہے غازیؑ

کتنا آسان ہے منزل کا حصول
دین کا رختِ سفر ہے غازیؑ

پیکرِ نورِ الٰہی کی بُنَت۔!
دھڑ ہے شبیرؑ تو سر ہے غازیؑ

جس تقدس کا لقب بنتِ رسولؐ
اس تقدس کا اثر ہے غازیؑ

سرِ توحیدِ خداوندِ جہاں۔!
کبریائی کا ہنر ہے غازیؑ

محوِ حیرت ہے عجائب کا شعور
صنعتِ معجزہ گر ہے غازیؑ

آدمؑ و یوسفؑ و عیسیٰؑ کے لیے
ثروتِ قلب و جگر ہے غازیؑ

حرفتِ گردِ قدم تو دیکھو۔!
موجدِ لعل و گہر ہے غازیؑ

کیوں نہ عباسؑ تلاوت میں کروں
مصحفِ فتح و ظفر ہے غازیؑ

زینبؑ

نام زینبؑ ہے ترا واقفِ توحید ہے تو
کفر آلود خیالات کی تردید ہے تو

تیری دہلیز طہارت کے گہر بانٹتی ہے
اُمِّ عیسٰیؑ کے لیے واجبِ تقلید ہے تو

تجھ سے آیات پنپنے کا ہنر مانگتی ہیں
سورۂ فاطمہ کی قرأت و تجوید ہے تو

خلعتِ حمد میں ملبوس سراپوں کی قسم
صبحِ اعجازِ خداوند میں خورشید ہے تو

جس کی ہیبت سے زبانوں نے سکوت اوڑھ لیا
ایسا دربار میں آوازۂ تہدید ہے تو

پا بہ زنجیر مسافت نے یہ اعلان کیا
سجدۂ عصر کے پیغام کی تائید ہے تو

عقل عرفانِ الٰہی کے تبحّر پہ نثار
بحرِ توصیفِ خدا فخرِ اسانید ہے تو

کیسا عباسؑ پہ یہ راز کھلا زیرِ علم
''قل ھو اللہُ احد'' کے لیے تاکید ہے تو

زینتِ اَب

ہے دینیات کا یوں اعتبار زینبؑ پر
حسینیت کا ہے دارومدار زینبؑ پر

علیؑ کی لاڈلی بیٹی کا بخت تو دیکھو
غرور کرتا ہے پروردگار زینبؑ پر

حروفِ لفظِ شجاعت اذان دیتے ہیں
درود پڑھتی ہے جب ذوالفقار زینبؑ پر

خدا یہ چاہتا ہے کہ نماز ختم کرے
درود بھیج کے سجدہ گزار ، زینبؑ پر

الٰہیات کا مسکن ہے کربلا تو پھر
الٰہیات کا ہے انحصار زینبؑ پر

یہ بندگیِ خداوند کا تقاضا ہے
ہر ایک سانس کروں میں نثار زینبؑ پر

متاعِ زیست لٹانے کا عہد کرتا ہے
عزائے شاہؑ میں ہر سوگوار زینبؑ پر

نوازتا ہے خدا بار بار اسے عباسؔ
جو اعتماد کرے بار بار زینبؑ پر

تسکینِ حسینؑ

(شہزادی معصومہ سکینہ سلام اللہ علیہا)

اب کیا کہوں الحمد کہ یٰسین سکینہؑ
ہر سورۂ قرآن کی تدوین سکینہؑ

تقدیر ہے مقدور کہ مقدور ہے تقدیر
ہے بخت میں مخدومۂ عالین سکینہؑ

کب مشک جدا ہوتی ہے غازیؑ کے علم سے
لگتا ہے کہ عباسؑ کا ہے دین سکینہؑ

عصمت کے صحیفوں کی عبارت کا تکلم
منظومۂ تقدیس کی تضمین سکینہؑ

توحید کی تبلیغ نے اعلان کیا ہے
پیغامِ خداوند کی تلقین سکینہؑ

محراب میں سر دیکھ کے یزداں کی طرف سے
شبیرؑ کو بخشی ہوئی تحسین سکینہؑ

تم لوگ تدبر سے پڑھو گے تو ملے گی
آیات کے ملبوس میں تسکین سکینہؑ

لاریب۔! سند ہے مری بخشش کی جو کہہ دے
عباسؔ دعا کے لیے آمین سکینہؑ

قرآن ہے سکینہؑ

ایمان ہے سکینہؑ
ایقان ہے سکینہؑ

پیغامِ کبریاء کا
اعلان ہے سکینہؑ

شبیرؑ رحل ہے اور
قرآن ہے سکینہؑ

تطہیرِ فاطمہؑ کی
پہچان ہے سکینہؑ

محشر میں بخششوں کا
سامان ہے سکینہؑ

لاریب عظمتوں کا
ایوان ہے سکینہؑ

مکتوبِ ہل اتیٰ کا
عنوان ہے سکینہؑ

عباسؑ عصمتوں کا
عرفان ہے سکینہؑ

شبیرؑ کا اکبرؑ

یوں حسنِ جہانگیر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ
یوسفؑ نے چُنا پیر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

جس خواب کی شہ رگ میں خدا بول رہا ہے
اس خواب کی تعبیر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

یاد آئے ہر اک دیکھنے والے کو محمدؐ
پیکر میں وہ تصویر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

میں اللہ اکبرؑ کی قسم کھا کے کہوں گا
توحید کی توقیر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

کہتا ہے سجل روپ سرافراز مقدر
ہر بخت کی تقدیر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

''لاسیفؔ'' سے جو ہاتھ ملقب ہے ازل سے
اس ہاتھ کی شمشیر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

درویش کی تسبیح کے دانوں پہ لکھا ہے
شبیرؑ ہے شبیرؑ ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

قرآن ہے گر میرے پیمبرؐ کا سراپا
پھر مان لو تفسیر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

عباسؔ وہ دل خیمہء اعجازِ علیؑ ہے
جس دل پہ بھی تحریر ہے شبیرؑ کا اکبرؑ

شمسِ بیت الحسینؑ

(شہزادہ علی اکبر علیہ السلام)

اُمِّ لیلیٰؑ کا چین اکبرؑ ہے
شمسِ بیت الحسینؑ اکبرؑ ہے

دیکھ اسلام کے سراپے کو
"نقش اکبرؑ ہے ، "نین" اکبرؑ ہے

کعبہء حضرتِ مہِ کنعاں
حسنِ سرورؐ کا زین اکبرؑ ہے

کنجِ مشہد سے آ رہی ہے صدا
حجلہء کاظمینؑ اکبرؑ ہے

ہے محمدؐ کا "م" بھی اکبرؑ
اور علیؑ کا بھی "ع" اکبر ہے

گر شہِ مشرقین ہے شبیرؑ
پھر شہِ مشرقین اکبرؑ ہے

ماہتابِ بہشت کہتا ہے
خلدِ عصمت کی رین اکبرؑ ہے

کیسے اسلام اتار پائے گا
روز دیتا جو دَین اکبرؑ ہے

بیتِ معمور کی قسم مجھ کو
قبلہء قبلتین اکبرؑ ہے

سچ ہے والناس سے فزوں عباسؔ
ردِّ تعویزِ شَین اکبرؑ ہے

خطِ مستقیم

(شہزادہ علی اکبر علیہ السلام)

اکبرؑ الٰہیات کی کرنوں کا کارواں
اکبرؑ ضمیرِ ارض پہ حرمت کا آسماں
اکبرؑ رموزِ حق کے ستاروں کی کہکشاں
اکبرؑ کے سامنے ہے یہ سورج دھواں دھواں
لوح و قلم کے لب کا تکلم بنا ہوا
اکبرؑ ہے زندگی کا تبسم بنا ہوا

اکبرؑ عجائبات میں سوچیں تو بوترابؑ
اکبرؑ جہاں میں حسنِ الٰہی کا انتخاب
اکبرؑ غرورِ سورۂ یٰسین کا خطاب
اکبرؑ بہ عرش مکتبِ والفجر کا نصاب
ہاتھوں میں قفلِ سرِّ ازل کی کلید لے
اکبرؑ خدا سے اس کی مشیت خرید لے

اکبرؑ نسیمِ صبحِ رسالت کی گفتگو
اکبرؑ وجودِ فخرِ امامت کی جستجو
اکبرؑ ادائے عدل و عدالت کا رنگ و بو
اکبرؑ نوائے حرفِ طہارت کی آبرو
گردِ قدم کا دائرہ جیسے بہشت ہے
اکبرؑ کے نقشِ پا میں شفا کی سرشت ہے

اکبرؑ زبورِ طرزِ نفاست کا ہر خیال
اکبرؑ کلامِ حشمتِ انجیل لمِ یزال
اکبرؑ جلوسِ رفعتِ آرائشِ جلال
اکبرؑ نمازِ عبدِ خداوندِ بے مثال
پیمانہء تجرِ عقلِ سلیم ہے
اکبرؑ ہر اک روش میں خطِ مستقیم ہے

اکبرؑ طوافِ قبلہء عالم کا انعقاد
اکبرؑ شبیہِ شکلِ پیمبرؐ بہ اعتماد
اکبرؑ ثباتِ کلمہء توحید کی مراد
اکبرؑ پیامِ نطقِ ا۔ل۔م۔ص
ہر وصف ماورائے حدود و قیود ہے
اکبرؑ کے اختیار میں نبضِ وجود ہے

اکبرؑ شعور و فکرِ نبوت کا امتزاج
اکبرؑ اصولِ مسلکِ رعنائی سماج
اکبرؑ ہے وہ کہ جس کو نہیں کوئی احتیاج
اکبرؑ کو دے رہے ہیں سبھی انبیاؑء خراج
پت جھڑ رتوں کی ڈالیاں گلفام کر گیا
اکبرؑ حسینیت کا چلن عام کر گیا

اکبرؑ لسانِ صدق و صفا کی سخن وری
اکبرؑ محل سرائے شجاعت کا اک جری
اکبرؑ نفاذِ فکرِ جوانانِ ہاشمی
اکبرؑ کلاہِ حیدرؑ و تاجِ پیمبریؐ
گردن جھکائے در پہ کھڑی کائنات ہے
اکبرؑ عنایتوں کے تسلسل کی بات ہے

اکبرؑ شکستگی کو اشارے سے جوڑ دے
اکبرؑ مناتؔ و لاتِؔ نقاہت کو توڑ دے
اکبرؑ بدل دے سمت ہواؤں کو موڑ دے
اکبرؑ بس ایک حرف سے قرآں نچوڑ دے
عباسؔ کیا کہوں یہ عجب پاک باز ہے
اکبرؑ دلِ اذان ہے اکبرؑ نماز ہے

معبدِ حُسن

(شہزادہ علی اکبر علیہ السلام)

تو ہے وہ حُسن کا معبد اکبرؑ
ہو بہو ہے تو محمدؐ اکبرؑ

صنعتِ امرِ الٰہی میں تو
عکسِ تکوینِ اب و جد اکبرؑ

تیری پاپوش پہ رکھتا ہے جبیں
رفعتِ عرش کا گنبد اکبرؑ

مجھ پہ افشا ہوا قرآں کا نزول
جب سے سمجھی تری آمد اکبرؑ

تیرے فیاض تبسم کی زکوۃ
خیمہء خلد کی مسند اکبرؑ

جز خدا اور ذواتِ معصوم
کون سمجھے گا تری حد اکبرؑ

ربط ''کسرہ'' سے بناتے ہی نہیں
یہ ترے نام کے ابجد اکبرؑ

تجھ سے ملوائے گا انشاء اللہ
مولا عباسؑ کا مرقد اکبرؑ

میری خالق سے سفارش کر دے
ہیں خطائیں ہوئیں سرزد اکبرؑ

اب کہ عباسؑ کو دے اذنِ مشی
اب کہ درخواست نہ ہو رد اکبرؑ

حُسنِ تطہیر
(شہزادہ علی اکبر علیہ السلام)

لوحِ تقدیر کے سب زیر و زبر میں اکبرؑ
دیکھ لیتا ہوں میں کُن کاڑھتے زر میں اکبرؑ

عین مہتاب ہے عباسؑ علیؑ کے گھر میں
عینِ خورشید ہے شبیرؑ کے گھر میں اکبرؑ

اس کے ملبوس میں آیات نظر آتی ہیں
حسنِ تطہیر ہے قرآں کی نظر میں اکبرؑ

عین محراب میں ہم اللہ اکبر کہہ کر
ڈھونڈ لیتے ہیں نمازوں کے سفر میں اکبرؑ

لاکھ کوشش سے نہ کھل پائے کوئی بابِ قبول
جب تلک ہو نہ دعاؤں کے اثر میں اکبرؑ

تم فلک بخت اڑانوں کا سبب پوچھتے ہو۔!
مثلِ تعویز ہے جبریلؑ کے پَر میں اکبرؑ

بزمِ ہستی میں یہ دن رات کا چکر کیا ہے۔؟
در حقیقت ہے رواں شام و سحر میں اکبرؑ

لفظ عباسؑ تبسم کی قباء اوڑھتے ہیں
جب سجاتا ہوں سخن پوش نگر میں اکبرؑ

عونؑ و محمدؑ

تہذیبِ معاجز کا سخن عونؑ و محمدؑ
انواعِ عجائب کا وطن عونؑ و محمدؑ
ترسیلِ ولایت کا چلن عونؑ و محمدؑ
مقدورِ الٰہی کے بدن عونؑ و محمدؑ
کھل پائیں یہ اسرار کہاں بے بصروں پر
یہ نام نوشتہ ہیں ملائک کے پروں پر

احساس کو در پیش الم توڑ کے رکھ دیں
منہ زور حوادث کے قدم توڑ کے رکھ دیں
طغیانیِ پیمانہء جم توڑ کے رکھ دیں
خس خانہء باطل کے صنم توڑ کے رکھ دیں
اس نہج پہ فن پارۂ ادراک بنا دیں
چاہیں تو یہ مٹی سے بھی افلاک بنا دیں

سلطانیِ اقلیمِ سحر ان کے لیے ہے
سدرہ کی منازل کا سفر ان کے لیے ہے
تابندگیِ دین کا گھر ان کے لیے ہے
یزدان شناسی کا ہنر ان کے لیے ہے
ایجادِ تحیر کا خزینہ بھی الگ ہے
کن کاڑھتی سوچوں کا قرینہ بھی الگ ہے

دروازۂ ایوانِ کرم کھولنے والے
میزانِ عنایت پہ دعا تولنے والے
پت جھڑ میں بہاروں کی دھنک گھولنے والے
قرآنِ سخاوت کی زباں بولنے والے
بخشش کے ہرے پیڑ نکلتے ہیں یقیں سے
پوچھو تو مرے دل کی فلک بخت زمیں سے

جذبوں کو حرارت کا سبق ان سے ملا ہے
احساس کے سورج کو افق ان سے ملا ہے
الفاظ کو مفہومِ ''علق'' ان سے ملا ہے
حق یہ ہے کہ گنجینہء حق ان سے ملا ہے
ممنون ملائک ہیں تو مقروض بشر ہیں
دہلیز پہ خم سجدۂ تعظیم میں سر ہیں

یہ سوچ کا روزن ہے کہ رستہ ہے خدا کا
اجسامِ تخیل پہ لبادہ ہے ولاء کا
اوصاف کے سینے میں ہے دل صلِّ علیٰ کا
تطہیر کے گلشن سے تعلق ہے صبا کا
فرزانگیِ ظرفِ مؤدت کو بڑھا کر
رکھ لیجیے آیات کو آنکھوں سے لگا کر

یہ اوجِ مراتب ہے کہ کونین کے والی
ہیبت کے تبحر میں ہر انداز جلالی
کچھ ایسی کشادہ ہے عنایات کی تھالی
بے آس پلٹتے نہیں چوکھٹ سے سوالی
سلطانیٔ آفاق ہے یوں تاج وری میں
ہر ذرۂ کونین ہے دریوزہ گری میں

تطہیر کے حجرے کے مکیں صاحبِ تقدیر
تقدیر میں آرائشِ پندارِ جہانگیر
باتوں میں سلونی کے خیالات کی تعمیر
اعجازِ تکلم کی جھلک نعرۂ تکبیر
اب ایسے گہر کس کے خزانے میں ملیں گے
یہ صرف محمدؐ کے گھرانے میں ملیں گے

یہ لشکرِ توحید کے بے باک سپاہی
آنکھوں کے کٹوروں میں ذخیرے ہیں الٰہی
سانسوں کے تحرک میں رواں امر و نواہی
جرأت کا سلیقہ صفِ باطل کی تباہی
یوں حلمِ شہنشاہِ نجف اور کہاں ہے
اس درجہ فضائل کا شرف اور کہاں ہے

پکھراج کی پوشاک میں مرجان خدوخال
انجیل سراپے ہیں کہ قرآن خدوخال
اقلیمِ خدوخال میں سلطان خدوخال
اسلام کی سج دھج کے نگہبان خدوخال
کیا حُسنِ معظم کے تفاخر کی جھلک ہے
بیعت میں یہ تابانیِ خورشیدِ فلک ہے

اندازۂ مقدورِ سخن سوچ میں گم ہے
الفاظ کی موجوں کا بدن سوچ میں گم ہے
ہاں نطقِ طلسمات کا فن سوچ میں گم ہے
فن کیا فنِ بے ساختہ پن سوچ میں گم ہے
اس شان کے شایان صدا کوئی نہیں ہے
خالق کے سوا مدح سرا کوئی نہیں ہے

ابنِ حسنؑ

(شہزادہ قاسم علیہ السلام)

ہے اس بشر کا تکلم اذانِ ابنِ حسنؑ
جسے جہاں بھی میسر ہے خوانِ ابنِ حسنؑ

مقیمِ ظرفِ لغت معجزات کا مفہوم
خدا مزاج ہے نطقِ زبانِ ابنِ حسنؑ

شکوہِ بزمِ مسافت کا اہتمام ، سلام
مہک ، گلاب ، صبا ، کاروانِ ابنِ حسنؑ

پیامِ حرفِ ولایت کی جلوہ آرائی
بروجؔ ، عصرؔ ، قلمؔ ترجمانِ ابنِ حسنؑ

بہ تختِ عرشِ رسالت جلی صحیفوں میں
غدیرؔ ، طیرؔ ، کساؔء مدح خوانِ ابنِ حسنؑ

جمالِ صنعت و صناعِ حرف کی سوگند
غرورِ وحیِ فلک داستانِ ابنِ حسنؑ

زمینِ فکرِ تحیر کو دم بہ خود کر دے
ورائے جستِ خرد آسمانِ ابنِ حسنؑ

شروع سے ہیں رعیت میں عالمیں عباسؔ
ہے اقتدار میں یوں خاندانِ ابنِ حسنؑ

قرآنِ معجزات

(سفیرِ حسینؑ مولا مسلم ابنِ عقیلؑ)

وحیِ خدا کی بات ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ
قرآنِ معجزات ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ

خوشبو قسم اٹھا کے یہ دینے لگے بیان
ہر گل کی کائنات ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ

وقتِ سحر اذاں کا تبسم گواہ ہے
صلوات اور صلوٰۃ ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ

معمورۂ بشر کا مقدر ہے ہاتھ میں
یعنی شبِ برات ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ

اسلام کی حیات تو شبیرؑ ہے مگر
شبیرؑ کی حیات ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ

دل سے کدورتوں کو مٹانے کے واسطے
تسبیحِ التفات ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ

گر تو سمجھ چکا ہے شہادت کا فلسفہ
پھر مان دینیات ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ

مصرع یہی جبیں پہ سجاؤں گا حشر میں
عباسؔ کی نجات ہے مسلمؑ بنِ عقیلؑ

شبابِ علیؑ

(شہزادہ علی اصغرؑ باب الحوائج)

ریاضِ عصمتِ دیں کا گلاب اصغرؑ ہے
حسینیت کا حسیں انتخاب اصغرؑ ہے

کہا حسینؑ نے سجدے میں شکریہ خالق۔!
مرا نصیب سکینہؑ ، ربابؑ ، اصغرؑ ہے

بجا کہ ظاہری پیکر میں کمسنی ہے مگر
علیؑ ولی کا مکمل شباب اصغرؑ ہے

کہاں کی حدتِ صحرا و تلخیِ خورشید
بہ فصلِ عہدِ محمدؐ سحاب اصغرؑ ہے

کہیں زیارتِ تقدیسِ چہرۂ سرورؐ
کہیں تلاوتِ ام الکتاب اصغرؑ ہے

طواف کرنے چلا آئے مصر سے یوسفؑ
جمالِ اسمِ رسالت مآب اصغرؑ ہے

صراطِ حق پہ چلاتے ہیں فارغ التحصیل
وہ یوں کہ حوزۂ قم کا نصاب اصغرؑ ہے

سوال یہ ہے کہ کوئی جواب ہے اس کا۔؟
جواب یہ ہے کہ بس لاجواب اصغرؑ ہے

یہ ایک دشت میں گونجی صدا کہ سن عباسؔ۔!
میں کربلا ہوں مرا انقلاب اصغرؑ ہے

خیال اصغرؑ کے

دیکھنے ہوں جو کمال اصغرؑ کے
رب کو پھر واسطے ڈال اصغرؑ کے

یہ جو آیات نظر آتی ہیں
در حقیقت ہیں خیال اصغرؑ کے

سرخیِ صبح فدا ہوتی ہے
ایسے رخسار ہیں لال اصغرؑ کے

سب تقدّس سے بھری راتوں میں
ہیں سبھی بدر و ہلال اصغرؑ کے

فکرِ واللیل فلک سے اکثر
چومنے آتی ہے بال اصغرؑ کے

ہیبتِ ضربِ تبسم سے ہوا
سامنے ، کفر نڈھال ، اصغرؑ کے

مدح خواں حُسنِ نسیمِ گلشن
گائے گن بادِ شمال اصغرؑ کے

کس کو عباسؔ رسائی ہوگی
کون سوچے خد و خال اصغرؑ کے

رمضان المبارک

مہ و برس کے حسین چکر میں اک مہینہ
کہ جس کو رمضان بولتے ہیں
یہ وہ مہینہ ہے جس کے لمحوں کی مسکراتی ہوئی جبیں پر
نقوشِ قرآن بولتے ہیں
یہ وسوسوں کی کریہہ رت سے بعید تر ہے
تمام ایقان بولتے ہیں
یہ وہ مہینہ ہے جس کی عظمت
درود کے آئینوں کی شفاف دلکشی ہے
عبادتوں کے سخن سناتے ہوئے مراحل کی زندگی ہے
کہ اس کے پرچم تلے بشر کو
کہاں کہیں کوئی بے کلی ہے
یہ وہ مہینہ ہے جس کی آرائشوں سے مس ہو کہ ہر مقدر
سنور رہا ہے
اسی کے مرہم کا لمس پا کر
گناہ گاروں کا زخم پل بھر میں بھر رہا ہے
افق سے جس کی صباحتوں کا
نفیس سورج ابھر رہا ہے
یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآں اتر رہا ہے

یہ وہ مہینہ ہے جس نے کھولا کہ مقصدِ کائنات کیا ہے
اجل کی منہ زوریوں سے ٹکرا کے گیت گاتی حیات کیا ہے
کدورتوں کو شکست سے روشناس کرتا ہوا
دلِ التفات کیا ہے
اسی نے عقدہ کشاء کیا ہے
کہ صوم کیا ہے صلوٰۃ کیا ہے
بروزِ محشر نجات کیا ہے
یہ وہ مہینہ ہے جس کی بخشش کے معجزوں میں
نصابِ تیرہ کے سارے اوراق روشنی کے
کرن کرینوں کی ضرب کھا کر
کچھ ایسے ہو منتشر گئے ہیں
کہ جنسِ ابلیس کے سبھی بھاؤ گر گئے ہیں
یہ وہ مہینہ ہے جس کے اندر خدائے واحد
سبھی اوامر سبھی نواہی کے ضابطوں کا
مزاج ترتیب دے رہا ہے
ضمیر پرور بلندیوں کی
بشر کو تہذیب دے رہا ہے
اسی مہینے کو نوعِ انساں
پہ موجدِ بحر و بر کا احسان بولتے ہیں
اسی کو رمضان بولتے ہیں

وفا پہنتی ہوئی کائنات چومتے ہیں
ملائکہ بھی علم میرے ساتھ چومتے ہیں

اے ذوالجناح تجھے یاد کر کے اہلِ ولاء
تری شبیہ بہ صد التفات چومتے ہیں

میں جب بھی جھک کے علم کو سلام کرتا ہوں
فلک نژاد مرے بڑھ کے ہاتھ چومتے ہیں

علیؑ نے جب بھی سلونی کہا ہے منبر سے
حروفِ سورۂ یٰسین بات چومتے ہیں

حسینیت کے سبب سے وجود روشن ہے
سبھی چراغ مری نفسیات چومتے ہیں

ترا کمال عجب ہے خطیبِ نوکِ سناں
ترے کلام کو سب معجزات چومتے ہیں

عجب پیام سناتی ہے تو نجف کی زمیں۔!
ہوا کے ہونٹ تری نشریات چومتے ہیں

عجائباتِ محمدؐ ہے تو علی اکبرؑ۔!
خود آ کے مصر سے یوسفؑ صفات چومتے ہیں

ہر اک لکیر سبیلِ نجات ہے عباسؔ
کفِ حسینؑ کو طوبیٰ کے پات چومتے ہیں

مباہلہ

مقصود تھی لاریب عقیدے کی گواہی
ادراک میں تھی عظمتِ توصیفِ الٰہی
دیکھو تو سہی جادۂ تقدیس کے راہی
میداں کو چلے لشکرِ یزداں کے سپاہی
یہ پانچ بشر خیمۂ عصمت کے مکیں ہیں۔!
کردار میں قرآں کی صداقت کے امیں ہیں

کن سوچتے افکار کی تہذیب کا زیور
ترکیبِ عناصر میں وہ آیات کا پیکر
توحید کی نکھری ہوئی سوچوں کا پیمبرؐ
توقیر میں امواجِ رسالت کا سمندر
اسلام نے کس نہج کا معیار چنا ہے
جو سرورؔ عالم ہے وہ سالار چنا ہے

منبر پہ بکھیرے جو سلونی کے معانی
ہے جس کی ہر اک بات عجائب کی کہانی
لہجے میں بلاغت کے تبحر کی روانی
وہ جس کا تعارف ہوا قرآں کی زبانی
وہ نفسِ محمدؐ ہے امامت کا بھرم ہے
ہاتھوں میں لیے علمِ الٰہی کا علم ہے

وہ امؑ ابیھاؑ جو رہِ بابِ جناں ہے
تطہیر کی تکبیر ہے عصمت کی اذاں ہے
کوثر کا شرف بنتِ شہنشاہِ زماں ہے
صدیقہء کونین رسالت کی زباں ہے
الحمدؔ کے مصداق حجابوں میں پلی ہے
مبروک وہ توحید کی نصرت کو چلی ہے

احساس میں جو امن کی خوشبو کا چمن ہے
اعجاز کہ خورشیدِ نبوت کی کرن ہے
الہام کے خوش بخت جزیرے کی پھبن ہے
خود سوچیے ہے کتنا حسیں، نام حسنؑ ہے
نجرانؔ کے ہر فرد کو حیران کرے گا
میداں میں حسنؑ جیت کا اعلان کرے گا

سدرہ سے اترتی ہوئی تحریر کا مالک
والعصرؔ کے مفہوم کی تفسیر کا مالک
مقدور میں کونین کی تقدیر کا مالک
اقلیمِ نہی ، اَمر کی جاگیر کا مالک
ہم کون ہیں کیا ہیں یہ عیاں راز کرے گا
شبیرؑ فتوحات کا آغاز کرے گا

جب پنجتنِ پاک کی ترتیب کو دیکھا
جب نسخہء تطہیر کی ترکیب کو دیکھا
اس وفد نے جب نور کی تہذیب کو دیکھا
خود اپنے نظریات کی تخریب کو دیکھا
کہنے لگے باطل کے بھرم ہار گئے ہیں
توحید گئی جیت ہے ہم ہار گئے ہیں

ہمیں خبر ہے۔!

(فرانس میں گستاخانہ خاکوں کی نمائش کے خلاف)

تم اس کی توہین کر رہے ہو
جسے خدا نے تمام تر عزتوں کا مالک بنا دیا ہے
تم اس کی توہین پر مُصِر ہو
کہ جس کا نقشِ قدم دلوں کے
حسیں جزیروں پہ جگمگا کر
خراجِ ارض وسماء کا محور بنا ہوا ہے
تمھارے اندر نجاستوں کا غبار تقسیم ہو رہا ہے
مگر وہ خیرالبشر کہ جس کی طہارتوں کا
چراغ تقدیس کی ضیائیں لٹا رہا ہے
تمھارے ان بدگہر قرینوں سے اس کی حرمت
پہ حرف کوئی
نہ آسکا ہے نہ آسکے گا
تم اپنی سوچوں میں باغیانہ مزاج کے لانسب
خیالوں کی تیرگی کے
گماشتے ہو
تم اپنی فطرت کی وحشتوں میں
فضائے منحوس کے معائب
کی ذلتوں میں گھرے ہوئے ہو

مگر محمدؐ۔!
کہ اس کی حشمت کے ذائقوں کا حسیں سراپا
ازل سے معراجِ بندگی ہے
مگر محمدؐ۔!
کہ اس کے اوصاف پر میں سوچوں
تو بول اٹھوں
اسی کے باعث ہی بحر و بر میں
اسی کے ہونے سے خشک و تر میں
اسی کی موجودگی سے آیاتِ معتبر میں
بقاء کی لاریب دلکشی ہے
تم اپنے سارے قبیح تر بے حسب
ارادوں میں تا قیامت
یقیں ہے ناکام ہی رہو گے
تم اس عداوت کی رزم گہِ میں
شکست کھا کر
ہمیشہ بدنام ہی رہو گے
تم ایسی گستاخیوں سے اٹ کر
خود اپنی قسمت کے تلخ خاکے بنا رہے ہو
ہمیں خبر ہے
کہ تم جہنم میں جا رہے ہو۔!

پانچ

رعنائیِ اوصافِ بشر پانچ سے لے لو
دنیا میں پنپنے کا ہنر پانچ سے لے لو
شب گیر طوالت میں سحر پانچ سے لے لو
سجدے میں دعاؤں کا اثر پانچ سے لے لو
دل ندرتِ احساس کا پھر کانچ بنے گا
عرفان کی تختی پہ اگر پانچ بنے گا

کیا ذکر کروں کتنا حسیں پانچ عدد ہے
معمورۂ افلاک و زمیں پانچ عدد ہے
الہام کے مصحف کا مکیں پانچ عدد ہے
قرآں کی انگوٹھی کا نگیں پانچ عدد ہے
یہ روزِ ازل ہی سے ہمارا تو یقیں ہے
کچھ بھی نہیں کونین میں گر پانچ نہیں ہے

خالق نے تراشے ہیں عجب پانچ سراپے
تخلیقِ دو عالم کا سبب پانچ سراپے
امراضِ رگ و پے کو مطب پانچ سراپے
عالین کا رکھتے ہیں حسب پانچ سراپے
یہ فرض نمازوں کہ گہر پانچ نہ ہوتے
دارین میں تخلیق میں اگر پانچ نہ ہوتے

آئے ہیں زمیں پر یہ اتر پانچ صحیفے
آیات کی تفسیر کا گھر پانچ صحیفے
کاشانہء توحید کا در پانچ صحیفے
یزداں کے تقدس کا نگر پانچ صحیفے
ظلمت میں ستاروں کو اچھالے ہوئے رکھنا
تم پانچ کی تہذیب سنبھالے ہوئے رکھنا

یاقوت و زمرد کا چمن پانچ کا چرچا
اصنافِ معاجز کا چلن پانچ کا چرچا
توضیحِ کرم فیض کا فن پانچ کا چرچا
کرتا رہا آدم کا سخن پانچ کا چرچا
کیوں دیکھئے اس راہ سے پیچھے کو پلٹ کر
بخشش نظر آتی ہی نہیں پانچ سے ہٹ کر

جھکتی ہے ملائک کی جبیں پانچ کے در پر
آتے ہیں سبھی عرش نشیں پانچ کے در پر
حبشیؓ بھی نظر آئے حسیں پانچ کے در پر
بد بخت ہیں جو لوگ نہیں پانچ کے در پر
ہر زاویۂ فہم میں کردار الگ ہے
خالق کی قسم پانچ کا معیار الگ ہے

وا رفعتِ توحید کا در پانچ کریں گے
پیغامِ الٰہی میں سفر پانچ کریں گے
دشوار مراحل کو بھی سر پانچ کریں گے
یہ طے ہے کہ کنکر کو گہر پانچ کریں گے
پستی ہے کہاں اور کہاں اوجِ شرف ہے
جو پانچ کو چھوڑے وہ تباہی کی طرف ہے

تھے کچھ بھی نہیں لوح و قلم پانچ سے آگے
بن پائے کہاں کوئی بھرم پانچ سے آگے
رکھتے نہیں مرسلؑ بھی قدم پانچ سے آگے
غیروں کو سمجھتے نہیں ہم پانچ سے آگے
دستارِ فضائل کا ہر اک پیچ کہے گا
جو پانچ سے الجھا وہ جہنم میں رہے گا

ہر علم میں مقیاس صفت پانچ قرینے
اقدارِ سماوی کی بنت پانچ قرینے
مکتوبِ نجابت کے پرت پانچ قرینے
ہے حکم بھلا دیجیے مت پانچ قرینے
زنجیرِ مؤدت سے رہا ہو نہیں سکتے
ہم پانچ قرینوں سے جدا ہو نہیں سکتے

ہر رزم میں جیتیں گے دعا پانچ سے لے کر
ادراک منور ہے ضیاء پانچ سے لے کر
مقبول نمازیں ہیں ولاء پانچ سے لے کر
ہم خوش ہیں عبادت کی جزاء پانچ سے لے کر
یوں راہ کی دیوار کا رد لے کے چلے ہیں
ہم پانچ کے مکتب سے سند لے کے چلے ہیں

جاری ہے ہر اک شہر میں ابلیس کا دھندا
ہر شخص کے کاندھوں پہ ہے نفرت کا پلندہ
ہر موڑ پہ ہے نصب جفا بانٹتا پھندا
بے انت مصائب میں گرفتار ہے بندہ
تحلیل رگِ دہر میں کیوں رنج وتعب ہے
کچھ اور نہیں پانچ سے دوری ہی سبب ہے

غدیر

غدیر یومِ ازل کو ایجاد ہونے والے
سبھی سلیقوں سے معتبر ہے
غدیر توحید کے افق پر
ابھرنے والی حسیں سحر ہے
غدیر صناعیِ خدا کا علم اٹھائے ہوئے دقیقوں
کے دست و پا کا سجل ہنر ہے
غدیر اسلام کے قبیلے میں نام ور ہے
غدیر مومن کی زندگانی کے پیش و پس میں
چراغ اوڑھے ہوئے تخیل کے اوج پر ہے
غدیر منکر کا دل جلاتے ہوئے بیاباں کی دوپہر ہے
غدیر کتنی عظیم تر ہے۔!
غدیر کیا ہے۔!
غدیر آدمؑ کا آسرا ہے
غدیر ہابیلؑ و شیثؑ کے دل کی جگمگاتی ہوئی دعا ہے
غدیر ایوبؑ کے لبوں پر عقیدتوں کے سخن سجاتی ہوئی صدا ہے
غدیر یعقوبؑ کے توسل کا سلسلہ ہے

غدیر یوسفؑ کا آئینہ ہے
غدیر افکارِ نوح کے واسطے سفینہ نجات کا ہے
غدیر موسیٰؑ کے ہاتھ کو معجزے سکھاتا ہوا عصا ہے
غدیر عیسیٰؑ پہ کھلنے والا درِ شفاء ہے
غدیر اعلانِ مصطفیٰؐ ہے
غدیر فرمانِ کبریا ہے
غدیر احسانِ مرتضیٰ ہے
قسم اٹھا کر بتائے دنیا
کوئی کہیں بھی
غدیر سا ہے۔؟
غدیر قرآں کی آیتوں کو فروغ دیتی ہوئی کہانی
غدیر قلبِ ولاء پہ اترا ہوا ہے مکتوبِ آسمانی
غدیر احساسِ سرمدیت میں حمد پڑھتی ہوئی جوانی
غدیر کوثر کے پانیوں سے خراج لیتی ہوئی روانی
غدیر فردوس کی نشانی
غدیر یٰسیں کی ترجمانی
غدیر طٰہٰ کی زندگانی
غدیر پیغامِ جاودانی
غدیر خالق کی مہربانی۔!
غدیر عرشِ حسینیت کا حسیں ستارہ

غدیر اسلام کا سہارا
غدیر توقیرِ آدمیت کا شوخ دھارا
غدیر دریائے روشنی کے بھنور کی بے عیب دھڑکنوں کو
امان دیتا ہوا کنارہ
غدیر عظمت کا استعارہ
غدیر کے دم سے آبروئے حیات بھی ہے
غدیر فتحِ وجودِ حق ہے
غدیر باطل کی مات بھی ہے
غدیر نطقِ پیمبرانہ
غدیر یزداں کی بات بھی ہے
غدیر صلوات کا تبسم
غدیر ہے تو صلوٰۃ بھی ہے
غدیر ہے تو سبیلِ حج و زکوٰۃ بھی ہے
غدیر سے دینیات بھی ہے
غدیر سے کائنات بھی ہے
غدیر سے رہگزارِ حکمت پہ ہر مسافر کے ہر قدم میں
ثبات بھی ہے
غدیر ہے تو نجات بھی ہے

حرفِ ولا

دنیا کو بتاتی ہے فلک بوسیِ حالات
ہے اسمِ علیؑ میں نے پکارا دمِ عثرات

میں خواب میں دہلیزِ حسنؑ چوم رہا تھا
حاصل ہوا گنجینۂ زنبیلِ عنایات

اے موجدِ انواعِ بلاغت یہ تمھارا
اندازِ تکلم ہے کہ سر چشمۂ آیات

مخدومۂ کونین کی بخشش ہے کہ جیسے
ہو دھوپ میں جھلسے ہوئے صحراؤں پہ برسات

واللہ غلامانِ علیؑ کے لیے ہر پل
رکھتی ہے ورق کھول کے انجیلِ عنایات

سازینۂ انفاس ہے مصروفِ عبادت
جاری ہیں مرے دل میں مؤدت کی رسومات

تکمیلِ مقاصد کا ہنر لے کے چلا ہوں
سلمانؓ و ابوذرؓ مجھے دیتے ہیں ہدایات

میثمؓ نے سکھایا ہے مسافت کا سلیقہ
آتے ہیں نظر دور سے منزل کے نشانات

میں سوچ رہا تھا کہ لکھوں ایک عریضہ
مشہدؔ سے مرے واسطے بھیجی گئی خیرات

احیائے معاجز کا چلن دیکھنے والو!
عباسؑ کا روضہ ہے گلستانِ طلسمات

پڑ جائے شکن حرفِ تحیر کی جبیں پر
کھل جائیں اگر حرفِ سلونی کے حجابات

ہوتے ہیں شفایاب کہاں بغض کے بیمار
کھلتے نہیں سوکھی ہوئی شاخوں پہ ہرے پات

آباد ہوئے پہلے عزادار قبیلے
پھر بعد میں تخلیق ہوئے ارض و سماوات

معراج کا جز اس کے سبب اور نہیں کچھ
مقصود تھی سیاحیِ معمورۂ سادات

انسان و ملک ہی نہیں پابندِ اطاعت
بیعت میں ازل سے ہیں جمادات و نباتات

ہے تمغہء اعزازِ فقیرِ درِ زہراؑء
تسبیح کا ہر لفظ ہوا ردِ حرافات

سرمایۂ دیں نادِ علیؑ زمزمہء کُن
ہے وردِ زباں نازشِ تزئینِ عبادات

زوّار کو تعویزِ رضاؑ باندھ رہا ہوں
ہر سانس میں پیوست ہوئی جاتی ہے صلوات

عباسؔ یہ اقرارِ ولایت کا صلہ ہے
ہو جائے اگر یوسفِؑ زہراؑء سے ملاقات

ہماری قسمت میں کیا نہیں ہے۔!

ہم اعتقادِ ولاء کی عصر آفریں صباحت کے آئینے ہیں
زمیں پہ رہ کر حدِ فلک سے ادھر
جواں تر، حسیں مناظر کو دیکھتے ہیں
ہر ایک دن ہر ابھرتے سورج کی ہر کرن سب
مؤرخیں کے قلم میں شفاف پن سجا کر
بہ لوحِ تاریخ بولتی ہے
کہ ہم جہاں میں
عجائباتِ ضمیرِ آدم کے سلسلے ہیں
درِ علیؑ کی نفیس مٹی سے مس جبیں پر

لکیرِ عہدِ وفا بناتی
گہر لٹاتی
خجستگی کے معاہدے ہیں
ہمارا دل جو ولا کی مملوک مملکت ہے
کہ جس کی سرحد پہ ایستادہ
بقاء کا اوڑھے ہوئے لبادہ
وفا کی تصویر دیکھتے ہیں
جو اوجِ رت سے اٹی ہوئی ہے
کچھ ایسی تقدیر دیکھتے ہیں
کمال تاثیر دیکھتے ہیں
کہ خواب تعبیر دیکھتے ہیں
ہم اپنے خلد آشنا گھروں میں مودتوں کے سخن سناتی
پیامِ آیات گنگناتی
سدا عصافیر دیکھتے ہیں
ہر اک زباں پر صحیفہء لم یزل
کی تفسیر دیکھتے ہیں
ہمارے چاروں طرف
ستاروں کی روشنی کا جو دائرہ ہے
یہ ساری معجز نمائیاں ہیں
یہ اور کیا ہے۔!

ہمارے سر پر لوائے آلِ ؑ عباء مسلسل کھلا ہوا ہے
جنابِ بہلول ؓ کی متانت کا ہر سلیقہ
یقیں کا مخزن بنا ہوا ہے
مزاجِ میثم ؓ عطا ہوا ہے
عبادتوں کی صفوں میں خیر العمل کے ساغر چھلک رہے ہیں
ہماری شہ رگ میں درحقیقت
حسینیت کے چراغ ہر پل دمک رہے ہیں
جو کربلا کی فضا میں تحلیل ہو رہا ہے
وہ ہم سے پوچھو
کہ راز کیا ہے۔!
عقیدتوں کی نماز کیا ہے
یہ عظمتوں کا جواز کیا ہے
فقط یہی اک جواز ہے کہ یہ سر ہمارا
درِ نجف سے جدا نہیں ہے
ہماری قسمت میں کیا نہیں ہے۔!

درِ حسینؑ پہ تو سر نگوں نہیں ہوتا
حلال زادوں کے مذہب میں یوں نہیں ہوتا

یہ دنیا میرے علیؑ کی طلاق یافتہ ہے
سو اس کے قرب میں حاصل سکوں نہیں ہوتا

علیؑ کا نام بھی لب پر لحاظِ فتویٰ بھی
یہ عشق وہ ہے کہ جس میں جنوں نہیں ہوتا

عجائبات سے مانوس کر رہے ہیں علیؑ
تو سوچتا ہے میں حیران کیوں نہیں ہوتا

جو دھڑکنوں کو سکھائے نہ منقبت کا ہنر
ہمارے دل کی رگوں میں وہ خوں نہیں ہوتا

قلم نے لوح پہ لکھا سنہرے لفظوں سے
کہ ماتمی کا مقدر زبوں نہیں ہوتا

جب آگ ہو گئی گلزار تو پکارے خلیلؑ
کرم علیؑ کا میں کیسے کہوں نہیں ہوتا

علیؑ کریں گے نیا رزق پھر عطا عباسؔ
ردیف پھر سے اگر میں رکھوں ''نہیں ہوتا''

----

08 شوال

(یومِ سیاہ)

فاطمہؑ
تاجدارِ رسالت کی دختر کہ جو
کبریا کے ارادوں کی تکمیل ہے
عرش سے فرش پر
جس کی قرآں کے خلعت میں تنزیل ہے
جس کے لاریب اوصاف پر سوچنے کے لیے
دو جہاں میں کسی کی رسائی نہیں
جس کے بیتِ مقدس کی ہر خشت پر ہے لکھا
وہ ہمارا نہیں جو بشر دہر میں مرتضائی نہیں۔
میں خصائص کی معراج پر کیا کہوں

سدرۃ المنتہیٰ جس کی دہلیز ہے
سرنگوں جس کے قدموں میں ہر چیز ہے
جس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے
کوئی کامل بنے کوئی اکمل بنے
جس کی تسبیح سے فیض لیتی گھڑی
صبحِ اول بنے
جس کے ابرو کی جنبش سے ہے منسلک
لمسِ شام وسحر کا حسیں سلسلہ
بزمِ تکوین۔!
جس کا تخیل کدہ
جس کی خاطر محمدؐ کا فرمان ہے
''جس سے ناراض یہ اس سے ناراض میں
یہ مرا جسم ہے یہ مری جان ہے''
آٹھ شوال کو
آیتوں کے افق پر ابھرتے فضائل فراموش کرتے ہوئے
اس کے روضے کی حرمت کو پامال کرنے پہ کچھ
لانسب مفتیوں نے کمر باندھ لی
اس کے روضے پہ حاجات، ذکر ومناجات سب جرم ہے
بدعت وکفر ہے
یہ بتایا گیا

اس کے روضے کو ہنس کر گرایا گیا
کس قدر حیف ہے
کہ عرب شاہ زادوں کے ہر قصرِ ناپاک میں
عیش و عشرت کا بھرپور سامان ہے
ہاں مگر فاطمہ۔!
تاج دارِ رسالت کے دل کا سکوں
اس کا روضہ تو برسوں سے ویران ہے
ہاں مگر فاطمہ۔!
جو محمدؐ کی تقدیس کا روپ ہے
اس کے روضے پہ اک پل کو سایہ نہیں
اس کے روضے پہ بس دھوپ ہی دھوپ ہے

عزا کے ساتھ لحد میں نماز لے آیا
قضاء کے بعد میں عمرِ دراز لے آیا

مجھے بہشت میں جانے سے کون روکے گا
میں ایک دو نہیں چودہ جواز لے آیا

مجھے علیؑ کے قصیدے کی دھن بنانی تھی
گلا نجفؔ سے تو مشہدؔ سے ساز لے آیا

میں چاہتا تھا کہ گھر میں خدا کی رحمت ہو
میں خاکِ پائے غرورِ حجاز لے آیا

خدا کے دیں کی بقا کون ہے قیامت تک
میں بارگاہِ عزا سے یہ راز لے آیا

صفِ عزا پہ خود آیا تھا فاطمہؑ کا پسرؑ
قلم مرے لیے ''بندہ نواز'' لے آیا

دیے جلانے کو آئے ہیں انبیاء عباسؑ
میں بانٹنے کو علم پر نیاز لے آیا

قافلہ

(28رجب المرجب)

اک دریدہ دہن
اپنے اجداد کی پیروی کا جنوں
لانسب خون میں گھول کر
اپنی بے رہ روی کی دکاں کھول کر
بیعتوں کے تقاضوں میں مصروف تھا
تا بہ حدِ نظر جبر پرور فضاؤں کی آلودگی
صاف شفاف جذبوں کی تقدیس کو داغ دینے لگی
امن کی فاختاؤں کے پر کاٹ کر
ظلم کے بدتریں زاغ دینے لگی
اس طرح اوج پر تھیں زبوں حالیاں
شرم کی منزلت حرفِ مجروح تھی
بے حیائی بجانے لگی تالیاں
پر خلل موسموں کے اس افراط نے
آدمیت کو بے آبرو کر دیا

جسمِ انسانیت کی رگوں کو نچوڑا گیا اس قدر
بے لہو کر دیا
خوف کی تند خو لہر سے
قریہ قریہ بھڑکتے ہوئے قہر سے
قلبِ تہذیب کی دھڑکنیں منتشر ہو گئیں
منتشر ہو کے بے حال ہونے لگیں
دیں کی اقدار پامال ہونے لگیں
ایسے میں غیرتِ ہاشمی نے بہ اندازِ تکبیر انگڑائی لی
ظلمتِ شب کی ویرانیوں کی قباء چاک کرتے ہوئے
مشرقِ زیست پر جیسے امید کی اک کرن جاگ اٹھی
ایک معجز نما کے الٰہی تکلم کا احساس یوں
فتح کا استعارہ بنا
یاس کے گھپ اندھیروں سے باہر نکلنے کا واحد سہارا بنا
ریشے ریشے میں یوں روشنی کی نمائش ہوئی
ذرۂ خاک بھی ماہ پارہ بنا
لمسِ عزمِ مسیحائی کے فیض سے
ایک لمحے میں سب زخم سلنے لگے
مضطرب زندگانی کو خوشیوں کے لمحات ملنے لگے
بخششوں کی گھٹائیں برسنے لگیں
سنگ زاروں میں بھی پھول کھلنے لگے

دینِ اسلام کی برتری کا بھرم پالنے کے لیے
نیم جاں رفعتوں میں فلک بوس کُن کی ہمک ڈالنے کے لیے
جبر کے قید خانوں کے در توڑتی زندگی کے لیے
لم یزل کی قسم
آدمی کے لیے
لفظِ بیعت کا ''انکار'' کی تیغ سے کاٹنے کو گلا
حق پرستی کا پیراہنِ دشت کی سلوٹوں میں جلانے دیا
پرچمِ ایزدی کے پھریرے تلے
ہر قدم میں لیے تمکنت کی ادا
صورتِ لشکرِ ''لافتیٰ''
لے کے ہمراہ خوشنودیِ کبریاء
چل پڑا قافلہ۔!

زندگی

زندگی معجزہَ کارِ ہنر مندی ہے
زندگی مخزنِ انوارِ خداوندی ہے
زندگی نقشہء تہذیبِ خرد مندی ہے
زندگی موت کی ترسیل پہ پابندی ہے
زندگی نبضِ طلسمات میں خوں ہوتی ہے
زندگی شانچہء کن فیکوں ہوتی ہے

زندگی نور ہے بس نور کا پیمانہ ہے
زندگی اصل میں توحید کا مے خانہ ہے
زندگی عقدہَ دشوار کا سلجھانا ہے
زندگی عہدِ خرافات کا مر جانا ہے
زندگی لشکرِ فاتح کی زباں ہوتی ہے
زندگی تیغ کے سینے میں سناں ہوتی ہے

زندگی شہرِ عنایات کا آئینہ ہے
زندگی منزلِ معراج کا اک زینہ ہے
زندگی برگِ کرامات کا رس پینا ہے
زندگی سرخ رسومات کی کابینہ ہے
زندگی علم کے پیکر کی قباء لگتی ہے
زندگی حلم کے ساون کی گھٹا لگتی ہے

زندگی صدق وصداقت کی طرف داری ہے
زندگی مرقدِ بیدار کی زواری ہے
زندگی فرطِ فنِ شعلہء فنکاری ہے
زندگی موت کو سرطان کی بیماری ہے
زندگی عشق کی ہر مشک کو بھر دیتی ہے
زندگی بے بصروں کو بھی نظر دیتی ہے

زندگی چشمِ تقدس کی بصارت جیسی
زندگی کوزۂ آیت میں طہارت جیسی
زندگی لوحِ نجابت پہ عبارت جیسی
زندگی حرفِ مودت کی سفارت جیسی
زندگی موسمِ گل ریز میں بھی بولتی ہے
زندگی دل کی فضاؤں میں دھنک گھولتی ہے

زندگی حجلۂ تہذیب کی تابانی ہے
زندگی زمزمۂ نعرۂ ایمانی ہے
زندگی مرحلۂ سخت میں آسانی ہے
زندگی پیاس کی شدت میں خنک پانی ہے
زندگی جس سے گریزاں ہو وہ پسپائی ہے
زندگی ارض و سمٰوات کی رعنائی ہے

زندگی حدتِ خورشید سے معمور بھی ہے
زندگی چاند کی کرنوں کا جلی نور بھی ہے
زندگی شب کی سیاہی سے بہت دور بھی ہے
زندگی غیب کے فردوس میں مستور بھی ہے
زندگی میرے نظریات میں کیا لگتی ہے
زندگی خلد میں رہنے کی ادا لگتی ہے

زندگی حُسنِ خیالات کا آغاز بھی ہے
زندگی فہم کا نکھرا ہوا انداز بھی ہے
زندگی عرش پہ جبریلؑ کی پرواز بھی ہے
زندگی فخر کا گل غنچۂ ناز بھی ہے
زندگی سرِّ الٰہی سے بھرا تھال بھی ہے
زندگی اوج بھی معراج بھی اقبال بھی ہے

زندگی امن کی زنجیر کی جھنکار بھی ہے
زندگی ظلم پہ چلتی ہوئی تلوار بھی ہے
زندگی صبر میں ڈھلتا ہوا معیار بھی ہے
زندگی حق کی حقیقت کی طرف دار بھی ہے
زندگی طرزِ روابط میں جدا لگتی ہے
زندگیِ درسِ رہِ اذنِ خدا لگتی ہے

زندگی شاملِ آدابِ خرد ہوتی ہے
زندگی حاملِ تبلیغِ احد ہوتی ہے
زندگی دہر میں توقیرِ صمد ہوتی ہے
زندگی دستِ الٰہی کی مدد ہوتی ہے
زندگی مصحفِ توحید کا عنوان بھی ہے
زندگی دین بھی ایمان بھی ایقان بھی ہے

زندگی لطف و عنایت کا سبق دیتی ہے
زندگی زرد شگوفوں کو شفق دیتی ہے
زندگی کفر کو لمحاتِ ادق دیتی ہے
زندگی حق کے طرف دار کو حق دیتی ہے
زندگی چشمِ تغافل میں تبر کی صورت
زندگی بے خبروں میں ہے خبر کی صورت

زندگی زینتِ فردوسِ خیالِ حیدرؑ
زندگی عکسِ خدوخالِ جمالِ حیدرؑ
زندگی جنگ کے میداں میں جلالِ حیدرؑ
زندگی میثمؓ و سلمانؓ و بلالِؓ حیدرؑ
زندگی فقر کے ملبوس میں سلطانی ہے
زندگی حیدرِؑ کرار کی دیوانی ہے

حرفِ دعا

اب فہم کی برسات اے یزداں کے اسدؒ کر
تو دین کا یعسوب ہے تفسیرِ احد کر

چھلنی نہ مجھے کرنی پڑیں اپنی انائیں
یوں مجھ کو عطا ربطِ کرم ہائے صمد کر

تو شمعِ مسافت بھی ہے منزل کا نشاں بھی
بے سمت بھٹکتے ہوئے انساں کی مدد کر

افکار کو اب ضربِ کدورت سے بچا لے
سوچوں پہ لپکتے ہوئے ہر وار کو رد کر

اب پست سلیقوں پہ لہو کھول رہا ہے
اونچا مری تہذیب کا افلاک سے قد کر

اس نسل کو شفاف نظریات کی خاطر
گرویدۂ توقیرِ رموزِ اب و جد کر

آ جائے خدا یاد اگر دیکھ لے کوئی
یوں اپنی ولا غازۂ رخسارِ خرد کر

تقدیر کے اوراق سنہرے نظر آئیں
عباسؔ پہ اب اپنی عنایات کی حد کر